رجسٹرڈ آصفیہ (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلشیہ ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... ۔۔ روپے
شش ماہی .... ۔۔ روپے
سہ ماہی .... ۔۔ آنے

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۲) | ۱۴ خورداد ۱۳۵۱ف | یکم ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ | ۱۸ اپریل ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۱)

اردو ادب کی رفتار

مغرب زدگی کی ایک حد ہونی چاہئے

مولوی ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی ایک نشری تقریر

اردو والوں میں ادبی ذوق ترقی پر معلوم ہوتا ہے اس کا ثبوت ان کتابوں سے ملتا ہے جو ہر سال شائع ہوتی رہتی ہیں یہ صحیح ہے کہ تعداد کو دیکھا جائے تو کوئی ترقی نظر نہیں آتی۔ لیکن نوعیت و کیفیت کے لحاظ سے اردو ادب ہندوستان کے کسی ادب سے پیچھے نہیں بلکہ بعض حیثیتوں سے اس کا قدم آگے ہے۔ تحریر کے اسلوب میں رفتار اور سادگی آتی ہے۔ تنقید کا معیار بلند ہوتا جاتا ہے۔ خیال کی آزادی پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہے اور خاص کر نظم میں اردو نے معقول ترقی کی ہے اس کے علاوہ ایک علامت ترقی کی یہ پائی جاتی ہے کہ خاص علمی اور سائنس کی کتابوں کی تالیف و ترجمہ کی طرف توجہ ہونے لگی۔ نیز عام معلومات کے لئے چھوٹی چھوٹی کتابوں کے بھی سلسلے جاری کئے گئے ہیں۔ اور بعض رسالے بہت اچھی علمی اور ادبی خدمت کر رہے ہیں لیکن افسوس یہاں ان سب کا ذکر نہیں کر سکتے ہیں۔ ابھی بے لاگ اور بلند رفتار اخبار کی ضرورت باقی ہے۔

اس سال کی مطبوعات میں بعض کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابھی حال میں ایک کتاب جس کا نام "داستان تاریخ اردو" شائع ہوئی ہے۔ جو حامد حسن قادری پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ کی تالیف ہے۔ اس میں ابتدا سے بیسویں صدی کے شروع تک کے اردو نثر کے مصنفین کا ذکر ہے۔ اس میں پہلے

اردو نثر کے آغاز نشو و نما کا سرسری بیان ہے اس کے بعد چھ دور قائم کئے ہیں۔ جو چودھویں صدی سے شروع ہو کر بیسویں صدی کے شروع پر ختم ہوتے ہیں مولف نے ہر دور کے مصنفین نثر کے مختصر حالات زندگی اور ان کے کلام کا نمونہ دیا ہے۔ اور ہر مصنف کے کلام پر تنقید بھی کی ہے۔ کلام کا نمونہ کہیں کہیں بہت طویل ہو گیا ہے۔ تنقید بے لاگ ہے اور عیب و ہنر دونوں پر نظر رکھی ہے۔ مولف نے مصنفین کی تعداد بہت بڑھا دی ہے۔ مثلاً مولوی مشتاق حسین (نواب وقار الملک) یا سید میر محمد میر (؟) مصنفین میں کوئی درجہ نہیں رکھتے یا مفتی صدر الدین کو محض ایک اردو خط کی بنا پر نثری مصنفین میں شمار کر کے ترجمے یا عباس بن ناصر علی کو صبح کا ستارہ لکھنے پر جو ترجمہ ہے اردو نثر مصنفین میں شمار کرنا درست نہیں۔ ابتدائی ابواب میں مولف نے دوسروں کی تحقیق پر تکیہ کیا ہے۔ اور اس لئے بعض امور ایسے لکھے ہیں جو یا تو غلط ہیں یا پایہ تحقیق کو نہیں پہنچے۔ آخری ابواب ان کے اپنے مطالعہ اور غور و فکر کا نتیجہ ہیں اور بہت مفصل اور مکمل ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد صاحب کی کتاب "اردو شاعری پر ایک نظر" اردو ادبی تنقید میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ تنقید جیسی اعلیٰ کتابیں ہماری زبان میں بہت کم لکھی گئی ہیں۔

قابل مولف نے اردو شاعری کا بہت غور سے مطالعہ کیا ہے۔ ان کی تنقید آزادانہ بلکہ بے باکانہ ہے۔ وہ کسی کی شخصیت یا شہرت سے مرعوب نہیں ہوئے۔ خوبیوں کے ساتھ بڑے بڑے شاعروں کے نقائص بھی بڑی آزادی سے کھول کر دکھائے گئے ہیں۔ غزل سے سخت بیزار ہیں ان کی رائے میں یہ صنف شعر اردو شاعری سے ایک قلم خارج کر دینے کے قابل ہے۔ مغربی ادب کے بیحد دلدادہ ہیں۔ بلاشبہ مغربی ادب ہمارے لئے نہایت قابل قدر ہے۔ لیکن اس مغرب زدگی کی کوئی حد بھی ہے کہ میر و سودا اور دوسرے متقدمین میں اور غالب و مومن و ذوق متوسطین میں ان میں یہ اعلیٰ پایہ کے شاعر ہونے کی صلاحیت موجود تھی اگر یہ کسی مغربی ادب سے واقف ہوتے۔ نظم کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوتے تو اردو شاعری دنیائے ادب میں اس قدر دور تک پست و مبتذل حالت میں نہ ہوتی۔ پروفیسر کلیم ہماری پرانی شاعری سے بیزار، موجودہ سے غیر مطمئن اور اس کے مستقبل سے مایوس نظر آتے ہیں۔

پروفیسر کلیم کا خیال ہے کہ اردو شاعری کو فارسی شاعری کے اثر نے خراب و مبتذل کیا۔ لیکن اب مغربی ادب اردو شاعری کے ساتھ وہی سلوک کر رہا ہے۔ فارسی شاعری اور خیالات کو اردو والوں نے ایک مدت کے بعد اس خوبی سے اپنا لیا تھا کہ وہ فارسی نہ رہے۔ لیکن مغربی ادب کے متعلق بھی اس میں ابھی آ نہیں ہوئے نئی شاعری میں انگریزی خیال انگریزی طرز بیان۔ انگریزی طرز کے استعارے اور تشبیہیں غرض پورا انگریزی رنگ ہماری شاعری کے ظاہر و باطن پر چھایا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہ بعض شاعروں نے اس کے اثر سے کچھ اچھی نظمیں نہیں لکھیں۔ لیکن عام طور پر مغربی ادب کے مقلد نقالی سے آگے نہیں بڑھے تا ہم یہ توقع بے جا نہیں کہ انہیں میں سے کچھ ایسے اہل نکلیں گے جو مغربی ادب سے متاثر ہو کر اردو میں ایک نیا رنگ پیدا کریں گے۔

اس نئی شاعری کا نمونہ ہمیں ن م راشد صاحب کی کتاب "ماورا" میں ملتا ہے۔ انہوں نے خیالات اور طرز بیان کے علاوہ نظم کی ظاہری شکل میں بھی ایسے تجربے کئے ہیں جن کے مطابق ان کی نظمیں مغربی نظم آزاد کے نمونہ پر لکھی گئی ہیں۔ بقیہ صفحہ (۱۰)

اعلان

اس اشاعت سے "مملکت" کا دوسرا سال شروع ہوتا ہے جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے وہ اپنا چندہ روانہ فرما کر ادارۂ "مملکت" کو ممنون فرمائیں۔

"منیجر"

ہفتہ وار

مملکت

جلد ۲ | ۱۴ خورداد ۱۳۵۱ف | نمبر ۱

کچھ اپنے متعلق

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج "مملکت" نے اپنی صحافتی زندگی کا ایک سال پورا کیا۔ ہم "مملکت" کے معاونین اور ہمدردوں کی خدمت میں جذبات تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں۔ سال بھر ہم نے معیار کو قائم رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ حالات حاضرہ اور برطانوی ہند کے مسائل پر ملک کے قابل اصحاب کے مضامین اس ہفتہ وار میں شائع ہوتے رہے۔ "مملکت" کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ اس نے مملکت آصفیہ کے مسائل پر اپنی پوری توجہ مرکوز رکھی۔ سیاسی مضامین کے علاوہ علمی مضامین اور مقالات کو بھی ہم نے کافی جگہ دی۔ تعلیم یافتہ طبقہ نے ہماری کافی ہمت افزائی کی۔ ہمارے صفحات اُن ارباب قلم سے [illegible]

"اخبار میں ہر جگہ مسرت کی گئی"

کے اصول پر کاربند رہتے ہیں۔ اس کی پاداش میں ہم ہی جانتے ہیں کہ ہم پر کیسے کیسے حملے کئے گئے اور ہمارے خلاف کیا کیا سازشیں کی گئیں۔ کافی ہمت شکن حالات میں بھی ہم نے اپنا فریضہ مستقل مزاجی کے ساتھ انجام دیا۔ شہرت اور جاہ طلبی کے اجارہ داروں نے ہمارے خلاف بداعتمادی پیدا کرنے کی پوری کوشش کی لیکن ہم اس مسلک پر برابر قائم رہے جو ہم نے اپنے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی دوران میں ملک کے دو طبقوں کے [illegible] ہے

نمایاں ہے۔ ہم نے ان کی کارگزاری کے باوجود تنقید کا فرض برابر ادا کیا۔ [illegible] کے [illegible] حکومت سے جو [illegible] ان کی کمزوریاں حاصل رہیں۔ "مملکت" کسی اداری ترغیب و تحریص میں آئے بغیر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ فرقہ وارانہ شورش و اشتعال کو دور کرنے کی کوشش کی۔ امن، اتحاد اور ترقی کا برابر پرچار کرتا رہا اور اس کوشش میں اس کو فرقہ وارانہ غیظ و غضب کو بھی برداشت کرنا پڑا۔ مزید برآں حکومت کی نگاہ نظم و نسق کی خرابیوں، رشوت ستانی، اقربا نوازی اور پاسداری کے خلاف "مملکت" میں برابر آواز بلند ہوتی رہی اور ہر موقع پر کسان کی پوری حمایت کی گئی۔ اس کا صلہ صرف یہ ملا کہ صرف ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ انہوں نے بھی "مملکت" کے خلاف زہر افشانی شروع کر دی۔ بعض [illegible] سے اس نوزائیدہ صحافت کے لئے جو [illegible] دی گئیں۔ فسادوں کا نام لیکر ہمارے خلاف شر و فساد کے کانٹے بوئے گئے لیکن حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ جو ہمارے مسلک سے اختلاف رکھتے تھے وہ اب اتحاد اور ترقی کے محدود دائرے کی طرف بہ قدم اشارے ہیں۔ اس مسلک کو ہم نے جنگ سے پہلے اپنی بلکہ ملک و ملت کی حقیقی خدمت گزاری کے ایک مسلک قائم رکھنے والے کے طور پر اختیار کیا تھا۔ امن، اتحاد اور ترقی کا پرچار ہم کسی وقتی اثر کے تحت نہیں کر رہے ہیں اور ہمارے مسلک میں کسی قسم کی اچانک تبدیلی نہیں ہوئی ہے اسی لئے ہمیں وہ اخلاقی جرات محسوس ہو رہی ہے جو بہت سے ذمہ دار حلقے محسوس کر رہے ہیں۔

امن، اتحاد اور ترقی

ہمارے پبلک کارکنوں نے سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر جنگ سے پیدا شدہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کا عزم کیا ہے۔ اگر سیاسی سرگرمیاں فی الحال ملتوی ہو جائیں تو ملک کی فضا میں ایک خوش آئند تغیر رونما ہوگا۔ ہم اس نئے اور نازک مسائل سے دوچار ہیں۔ ہمیں نازک ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اتحاد، یکجہتی، اجتماعی حفاظت، مشترکہ مدافعت اور ترقی کے راستے اب بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اب بھی ہم ملک و ملت کی بڑی خدمت گزاری کر سکتے ہیں۔ ہم حکومت کی توجہ نظم و نسق کی خرابیوں کی جانب مبذول کرا سکتے ہیں اور چند نااہل اور غیر ذمہ دار عہدہ داروں کی وجہ سے حکومت کی جو بدنامی ہوتی ہے اور حکومت کے خلاف عوام میں ان کی وجہ سے جو بداعتمادی پیدا ہوتی ہے اس کے خلاف کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے سب آواز بلند کر سکتے ہیں بشرطیکہ ایسے مواقع فرقہ وارانہ رنگ کو ابھارنے کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ ملازمتوں اور تقرریوں کے لئے موزوں اور اہل افراد قابل اعتماد طریقوں سے منتخب کئے جا سکتے ہیں۔ ملک کے معاشی احیاء اور صنعتی کارخانوں کے قیام کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ ملک کی عام معاشی پستی دور کرنے کے طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ صحت عامہ اور تعلیم کے دائرے پہلے سے زیادہ وسعت پیدا کی جا سکتی ہے۔ جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ رہنے اور ملک میں بدامنی کو پھیلنے سے روکا جا سکتا ہے۔ مملکت آصفیہ کی سیاسی و ثقافتی وحدت کو [illegible] اور موثر طریقہ پر برقرار رکھنے اور حیدرآباد کے معاہداتی موقف کو حاصل کرنے کی سعی کی جا سکتی ہے۔ بہر حال ہمیں یقین ہے کہ امن، اتحاد اور ترقی کے راستے ہیں اگر جاہ طلبی، انفرادیت اور ذہنی اغراض حائل نہ ہوں تو ہماری پبلک [illegible] حقیقی ترقی کا راستہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتنی خوشی اور قابل مبارکباد بات ہوگی کہ حیدرآباد کے مختلف عناصر یک دل ہو کر یہ فیصلہ کرلیں کہ بغیر امن، اتحاد اور ترقی کا راستہ اختیار کئے [illegible] برطانوی ہند کے صوبوں سے بھی پیچھے رہ جائیں گے ورنہ [illegible] برطانوی ہند کی سیاسیات کے سیلاب میں [illegible] بہہ جائیں گے۔ ہم ہر ایک اہل حیدرآباد [illegible] اور قائدین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ برطانوی ہند کی سیاسی [illegible] سے اپنے دامن کو پاک رکھیں اور اپنی پوری توجہ حیدرآباد پر مرکوز کریں اور حضرت بندگان اقدس کے زیر سایہ عاطفت امن، اتحاد اور ترقی کا راستہ اختیار کرکے ملک و ملت کی بھی خدمت گزاری کا تہیہ کرلیں۔

تمرد اور رعونت کا مظاہرہ

گفتگوئے مفاہمت کی ناکامی

سر اسٹافورڈ کرپس کی برطانوی کابینہ جنگ میں شرکت کے بعد کانگریسی حلقوں کو یقین ہو گیا تھا کہ مسٹر [illegible] جنگ سے پیدا شدہ صورت حال کے مد نظر حکومت برطانیہ ہندوستان کے سیاسی تعطل کو دور کرنے کی ضرور کوشش کرے گی۔ سر اسٹافورڈ کرپس کے اشتراکی رجحانات اور پنڈت جواہر لال نہرو سے ان کے قدیم دوستانہ تعلقات سے جو لوگ واقف تھے ان کا یہ خیال تھا کہ پنڈت جی ان کے شخصی اثر و نفوذ کو کام میں لا کر کانگریس کے حقیقی عزائم کو روبہ عمل لانے کی کوشش کریں گے۔ کانگریس کے اہم مطالبات دو تھے۔ ہندوستان کی آزادی کو تسلیم کر لیا جائے اور دوران جنگ میں ایک بااقتدار قومی حکومت قائم کی جائے۔ واقف کار لوگ جانتے تھے کہ قومی حکومت کے نام سے کانگریس ہندو اکثریت کی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور جنگ سے پیدا شدہ نازک صورت حال سے فائدہ اٹھا کر حکومت برطانیہ سے یہ منوا لینا چاہتی ہے کہ ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت صرف کانگریس ہے۔ مہا سبھا اور دیگر فرقہ وارانہ اداروں سے قطع نظر خود پنڈت جواہر لال نہرو نے سر اسٹافورڈ کرپس کی آمد کے موقع پر ایک بیان میں ایسی باتیں کہیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہندوستان کے سیاسی اقتدار پر قبضہ ہونے کا حق صرف کانگریس کو حاصل ہے۔ اس بیان میں پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ:-

> ایسے نازک موقعوں پر اقلیتوں کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہم اقلیتوں کی مناسب اور معقول حفاظت کی جانی چاہئے۔ اختتام جنگ پر جب دستور ساز مجلس منعقد ہوگی اقلیتوں کے نمائندے اپنی تجاویز پیش کریں گے۔ [illegible] اقلیتیں کوئی [illegible] تو یہ معاملہ کسی بین الاقوامی ثالثی کے سپرد کیا جائے گا۔ [illegible]

سندھ کو زبردست دھکا لگا ہے۔"

فرض کر ہندوستان کا یہ سیاسی پس منظر تھا جبکہ سر سٹافورڈ کرپس یہاں تشریف لائے اور برطانوی کابینۂ جنگ کی تجاویز کانگریس، مسلم لیگ اور دیگر جماعتوں کے نمائندوں کے سامنے پیش کردیں۔ ان تجاویز میں کانگریس کے مطالبۂ آزادی اور اختتام جنگ پر دستور ساز اسمبلی کے قیام کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ دو ہفتوں سے زیادہ عرصہ تک سر سٹافورڈ کرپس اور کانگریس کے نمائندوں کے مابین گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا اور بالآخر کانگریس نے برطانوی کابینہ کی تجاویز کو مسترد کر دیا۔ ان تجاویز کو مسترد کرنے کے دو وجوہ بتلائے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ محکمۂ دفاع کی کامل منتقلی کے متعلق کانگریس اور سر سٹافورڈ کرپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا اور دوسرے یہ کہ دوران جنگ میں کانگریس جس قسم کی قومی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اس کا قیام ناممکن ہے۔

ایک غیر دانشمندانہ فعل

برطانوی کابینۂ جنگ کی تجاویز کو مسترد کرنے کے بظاہر یہی دو وجوہ ہیں جو عوام کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ محکمۂ دفاع کی کامل منتقلی کے مطالبہ کی نسبت ہم اپنی رائے ظاہر کرنے کے بجائے کانگریس کے ایک قدیم کارکن مسٹر ایف۔ آر۔ ریان کے ایک بیان کا اقتباس کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ مسٹر ریان اپنے ایک حالیہ بیان میں کہتے ہیں کہ:

> ایسے نازک اور پُر خطر وقت میں فوجی اقتدار اور دفاع کی کامل منتقلی کا مطالبہ کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ ہندوستان کا وزیر دفاع جو کوئی بھی ہوگا اس کو قربانی کا بکرا بنایا جائے گا اور ناکامی کی ساری ذمہ داری ہندوستانیوں کی نااہلیت اور ناتجربہ کاری سے منسوب کی جائے گی اور سوراج کے ناقابل ہونے کا مزید ثبوت فراہم کیا جائے گا۔ جذباتی نقطۂ نظر سے یا ننگ و ناموس کے لحاظ سے یہ مطالبہ قابل تحسین ہے لیکن عملی نقطۂ نظر سے اس کے مضرات بہت دور رس ہیں۔ اگر اس موقع پر فوجی اقتدار کی منتقلی سے بہتر نتائج اور بالآخر کامیابی کا یقین نہ ہو تو ہندوستانیوں کے لئے دانشمندی یہی ہوگی کہ اس معاملہ میں نہ پڑیں اور نئے خطرات کو دعوت دے کر ناکامی کی ذمہ داری اپنے سر نہ لیں۔ خونریز جنگ کے ساتھ آپ اس طرح تجربہ نہیں کر سکتے جس طرح آپ صداقت اور عدم تشدد کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ خونریز جنگ کے دوران میں محکمۂ دفاع کی منتقلی کا مطالبہ کرنا بلحاظ نتائج ایک غیر دانشمندانہ فعل ہوگا۔

یہ گویا ایسی بات ہے کہ آپ ایک ایسا مکان خرید رہے ہیں جس میں آگ لگی ہوئی ہے اور آگ بجھانے کے لئے کوئی آتش فرو انجن بھی قریب نہیں ہے۔

تمرد اور رعونت

دوران جنگ میں ایک قومی حکومت کے قیام پر ہندوستان کی ساری جماعتیں رضامند تھیں لیکن کانگریس نے جو شرائط پیش کیں وہ دوسری جماعتوں کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی تھیں۔ گفتگوئے مفاہمت کے آغاز ہی سے کانگریس اس بات پر مصر تھی کہ اقلیتوں کا مسئلہ اس نوعیت پر رکھا جائے۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ حکومت برطانیہ پہلے اقتدار منتقل کرے پھر اقلیتوں کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا۔ کانگریس اپنے حقیقی عزائم کو خوبصورت الفاظ میں ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرتی رہی ہے لیکن اس کی یہ سیاسی بازی گری سر سٹافورڈ کرپس کو جو پنڈت نہرو کے قدیم دوست ہیں، دھوکہ نہ دے سکی اور یہ بات اب دنیا پر آشکار ہو گئی کہ کانگریس فرقۂ اکثریت کی ایک غیر ذمہ دار آمرانہ حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کانگریس کے صدر کو جواب دیتے ہوئے سر سٹافورڈ کرپس کانگریس کے حقیقی عزائم کا پردہ چاک کرکے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:

> "اگر ایسی حکومت موجودہ حالات میں میثاق کی رو سے قائم کی جائے تو کابینہ جس کو بڑی بڑی سیاسی جماعتیں نامزد کریں گی سوائے اپنے کسی کے جوابدہ نہ ہوگی۔ اور وہ در حقیقت اکثریت کی کامل آمریت پر مشتمل ہوگی۔ اس مشورہ کو ہندوستان کی تمام اقلیتیں مسترد کر دیں گی کیونکہ ان سب کو کابینہ میں ایک مستقل اور غیر ذمہ دار اکثریت کے تابع رہنا پڑے گا۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں فرقہ وارانہ اختلافات بہت گہرے ہیں غیر ذمہ دار اکثریت کی حکومت ممکن نہیں؟"

اس خیال کا مزید ثبوت کہ کانگریس عددی اکثریت کی آمرانہ حکومت قائم کرنا چاہتی ہے پنڈت جواہر لال نہرو کے اس بیان سے بھی ملتی ہے جس میں انہوں نے ریاست ہائے ہند کے معاملات کا ذکر کرنے والوں کو "پاگل، بدمعاش، اور احمق" کے الفاظ سے یاد کیا ہے حالانکہ ریاستوں نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ وہ ہندوستان کی دستوری ترقی میں حائل ہونا نہیں چاہتیں۔ پنڈت جی کی اس دریدہ دہنی، تمرد اور رعونت نے ہندوستان کے تین اہم عناصر کانگریس، مسلم لیگ اور ریاستوں کے مابین اختلافات کی خلیج کو پہلے سے وسیع تر کر دیا ہے۔ یہی تمرد اور رعونت برطانوی کابینہ کی تجاویز کو قبول کرنے میں حائل ہوئی اور کرپس مشن ناکام رہا اور جب تک یہ تمرد اور رعونت باقی رہے گی ہندوستان کا مستقبل تاریک رہے گا۔ ہم اراکین کانگریس اور کانگریس کے حامیوں سے یہ التماس کریں گے کہ وہ ہندوستان کی دوسری سیاسی جماعتوں، اقلیتوں اور ریاستوں سے الجھنے کے بجائے پنڈت نہرو کے دماغ سے تمرد اور رعونت کو نکالنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد مفاہمت کا راستہ خود بخود ہموار ہو جائے گا۔

شہری دفاع اور رضاکاروں کی ضرورت

مجلس بلدیہ میں ایک رکن نے شہری دفاع اور حفاظتی تدابیر کی نسبت ایک قرارداد پیش کی ہے جس میں ان جملہ تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے جو ہوائی حملے کے وقت اختیار کی جاتی ہیں اور یہ ساری تدابیر مجلس اے۔ آر۔ پی اس وقت اختیار کر رہی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شہر حیدرآباد میں حفاظتی تدابیر کا انتظام ذرا دیر سے شروع ہوا ہے۔ اس کے اسباب و علل پر بحث کرنا اب بے محل ہے کیونکہ مجلس اے۔ آر۔ پی کے کنٹرولر نے [illegible] کانفرنس میں ان تمام تدابیر کا ذکر کیا جو اب تک اختیار کی گئی ہیں اور اختیار کی جا رہی ہیں۔ جن تدابیر کو پوری طرح روبعمل لانے کے لئے ہزاروں رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ مطلوبہ تعداد میں اب تک فراہم نہیں ہوئے۔ ہمیں توقع تھی کہ بلدیہ کے تجربہ کار اراکین اور میر محلگان پوری سرگرمی کے ساتھ رضاکاروں کے فراہم کرنے اور اپنے اپنے حلقے کے باشندوں کو بچاؤ کی تدابیر سے واقف کرانے میں مجلس اے۔ آر۔ پی سے تعاون عمل کریں گے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلدیہ کے چند اراکین اس کام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور باقی اراکین تنقید و تبصرہ کے مشغلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر اور نہایت افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہمارے حلقے کے باشندے جس کے نمائندہ رکن [illegible] سرگرم رکن ہیں) تو اپنے میر محلے سے واقف ہیں اور نہ انہیں کبھی اپنے بلدی نمائندے کی صورت ہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ بعض اراکین بلدیہ کی سرگرمی کی تو یہ حالت ہے اور بعض اراکین بجائے کوئی عملی کام کرنے کے سب سے بڑا کارنامہ یہی سمجھتے ہیں کہ چند بیانات جاری کر دیں یا کوئی قرارداد پیش کر دیں۔ ان کی بڑی خواہش یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کو مجلس اے۔ آر۔ پی اور مجلس شہری دفاع کا رکن بنا دیا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ مجلس بلدیہ اس قرارداد کو مسترد کر دے گی جو ایک معزز رکن نے پیش کی ہے اور رضاکاروں کو فراہم کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائے گی۔ مذکورۂ صدر قرارداد میں ایک تضاد بھی پایا جاتا ہے جس کی طرف توجہ کرانا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک طرف تو جملہ حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی خواہش کی گئی ہے اور دوسری طرف یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ حیدرآباد کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ اگر کھلا شہر قرار دیا جائے تو حفاظتی تدابیر کی ضرورت کہاں باقی رہتی ہے اور اگر حفاظتی تدابیر اختیار کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے تو کھلا شہر قرار دینے کے کیا معنی؟ ہمیں توقع ہے کہ مجلس بلدیہ اپنے دورازکار بحثوں اور قراردادوں کو بالائے طاق رکھ کر کوئی مفید اور عملی اقدام کرے گی۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

۱۲ر اردی بہشت سے ۱۸ر خورداد تک کرمارام باغ میں آریہ سماج کچھڑ پی کا سالانہ جلسہ منایا گیا جس میں بخشی لال واس کے بہن کے علاوہ مسٹر اکشٹ نائک مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر نائب صدر ہندو مہا سبھا مسٹر چندر پال وغیرہ کی تقریریں ہوئیں۔

طلبائے پست اقوام کی کانفرنس ۱۹ر اور ۲۰ر خورداد کو بمقام آدی ہندو بھون چادر گھاٹ منعقد ہوگی۔

۱۱ر اپریل سے ۱۵ر اپریل تک سلطان بازار گوڑہ میں یوم دویا رلیہ منایا جائیگا۔

ہندو سیول برٹرنیڈ ترین کی جانب سے ۱۵ر اپریل کو رام مندر گوڑہ سے واسن نائک آنجہانی کی برسی کا جلوس نکالا جائے گا۔

۱۵ر اپریل کو رام مندر گوڑہ میں شیواجی مہاراج کی برسی منائی جائے گی اور سری رام جی شرما معتمد ہندو مہاسنڈل تقریر کریں گے۔

قومی ہفتہ کے سلسلہ میں بمقام حشمت گنج مسٹر شیو پرشاد آریہ کی صدارت میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں مسٹر ہم نرسنگ راؤ مسٹر پی رام کشن راؤ اور پنڈت شیام شنت راؤ نے تقریریں کیں۔

سوامی راماتیرتھ نے اطلاع دی ہے کہ چند کارکنوں کی جانب سے پیلپر والنٹیر بریگیڈ کا قیام عمل میں آیا ہے

علاقہ جوبلی آریہ سماج سلطان بازار کے انتخابات نہایت سرعت سے عمل میں آرہے ہیں اس سلسلہ میں شمالی ہند کے کئی ٹاموں کے نام دعوت نامے جاری ہوچکے ہیں

قومی ہفتے کے سلسلے میں ایک جلسہ عام سکندرآباد میں منعقد ہوا جس کی صدارت مسٹر سری ہر نائک نے کی مسٹر رام کشن دہوت معتمد کہادی پرچار سنگھ کہادی اور مسٹر ڈی۔ جی۔ داگھو بندر راؤ نے تعمیری پروگرام پر تقریریں کیں۔

اس سال آندھرا کانفرنس کی صدارت کے لئے رام کرشنا راؤ وکیل ورنگل کا باتفاق آرا انتخاب ہوا۔ گذشتہ سال وامن کانفرنس کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل کی گئی جو ہند مسٹر ... راؤ صدر استقبالیہ مقرر ہوئے ہیں

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ کا جلسہ بتاریخ ۱۸ر اپریل حیدرآباد میں منعقد ہوگا۔

پنڈت گوپال راؤ ایڈوکیٹ مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر وغیرہ کے دستخط سے یہ اعلان شائع کیا گیا ہے کہ مسٹر سومیر سیوک سنگھ کے زیر اہتمام ہندو بھون گوڑہ میں تعلیمی جماعتیں کھولی جائیں گی۔ مذہبی تعلیم کے علاوہ ورزش جسمانی اے۔ آر۔ پی اور سیوک کاروں کی بھی تعلیم دی جائے گی۔

مہاراشٹرا کانفرنس ضلع بیڑ کے اجلاس میں متفرق ۱۹ قرار دادیں منظور کی گئیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جنگ کے نازک حالات کے مد نظر سرکاری حفاظتی تدابیر سے قطع نظر عوام اپنے طور پر باہمی تنظیم کریں اور مہاراشٹرا کانفرنس سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ ہر جگہ حفاظتی دستے (سیوک گاروڈ) ترتیب دیں۔

مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر اور مسٹر ببکاجی پاٹیل گلبرگہ کے دورے سے بلدہ واپس آئے۔

مسٹر وائی۔ ڈی۔ جوشی معتمد ہندو مہاسنڈل نے اپیل کی ہے کہ ہندو پبلک شیواجی جینتی میں پوری طرح شرکت عمل کریں۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر ۱۸ر خورداد کو دہلی سے بلدہ واپس تشریف لائے۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر اس سال صرف میلادی جلسوں میں تقریر کریں گے۔ صوفی سعد، حسینی علم اور جعفر بازار کے جلسوں کے سوا وہ کسی اور جلسہ میں تقریر نہیں کریں گے۔

گے۔ امریکہ وہ سب کچھ کر رہا ہے جو وہ کر سکتا ہے اور اب ہندوستان کو اپنی سرزمین کی مدافعت کرنے، اپنے عورتوں اور بچوں کی ان ہیبت ناکیوں سے حفاظت کے لئے جو اس کے چینی دوستوں اور ہمسایوں پر نازل ہوئی ہیں، سرگرمی کے ہر دائرہ میں کامل جدوجہد کے لئے صدق دلی سے وقف ہو جانا چاہئے جو کچھ میں نے ہری اور کے لئے کیا ہے اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں ہندوستان کی مدد کے لئے آپ جو کچھ کریں اس کے لئے میں اس سے عظیم تر شکریہ ادا کروں گا۔

"مملکت"

حیدرآباد دکن کا کثیر الاشاعت ہفتہ وار ہے اس میں اشتہار دیکر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

برطانوی تجاویز واپس لے لی گئیں

سر اسٹافورڈ کرپس کا بیان

سر اسٹیفورڈ کرپس نے صحافتی کانفرنس میں کہا۔

مجھے اب بڑی بڑی جماعتوں اور فرقوں کے جوابات وصول ہوگئے ہیں جن کو میں نے برطانیہ کی حکومت کا مسودہ اعلان پیش کیا تھا گفت و شنید بصورت کانگریس کی صورت میں طول کھینچا متعدد جلسے ہوئے متعدد خط لکھے گئے اور مشورے ہوئے مسٹر صاحبزادہ وزیراعظم کے مشورے بہت طول مباحث کے بعد جن کا نتیجہ روز بروز غیر یقینی معلوم ہوتا تھا مجھے کانگریس کا جواب کل رات ایک خط کی شکل میں ملا جس کو آپ نے آج دیکھا اس میں واضح کیا گیا ہے کہ مجلس برطانوی کابینہ کی تجویز ماتحت کو قبول کرنے یا قومی حکومت میں شریک ہونے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے اور دوسرے جوابات کے نتیجہ میں ایس برطانوی حکومت کو اطلاع دی ہے کہ ان کی تجاویز کو اس حد تک قبول نہیں کیا گیا وہ ایک مسودہ کی شکل میں اعلان کرنے میں حق بجانب ہو۔

مسودہ اب منسوخ ہو گیا اور ہم اس نازک وقت کی طرف لوٹ گئے ہیں جو میرے یہاں آنے سے قبل تھا گو شاید موقف وہی نہیں ہے۔ مباحث اور گفت و شنید نہایت صفائی اور جذبات کے تحت ہوئی ہم سب نے اس معاملہ میں ایک دوسرے کے خلوص کو تسلیم کیا اور گو ہم کی بابت اختلاف کرنے کے متعلق ہوئے ہیں لیکن ہمارے اختلافات میں تلخی یا عناد نہیں ہے بعض وقت بحث کی گرمی اور جوش میں ہم اتفاق کے رقبہ کو نظر انداز کرنے پر مائل ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی مستقبل کی آزادی کے متعلق بے اتفاق کا بڑا اور بہت اہم رقبہ ہے میں ان متعدد دلائل کے حسن و قبح میں نہیں جانا چاہتا جو اسکیم کی تائید اور مخالفت میں پیش کئے گئے۔ میں گزشتہ تین ہفتوں میں اس کی نسبت کافی سن چکا اور بول چکا ہوں اور اس کی نسبت ایک لفظ آج رات ریڈیو پر تقریر میں کہوں گا۔

میں آپ سب کا شکریہ آپ کی مدد کے لئے ادا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھے نہیں بلکہ ہندوستان کو یہ مدد دیجئے وہی بحث و گفتگو ختم ہو گئی وہ تاریخ میں جگہ پائے گی اور اچھا اور برا نتیجہ چھوڑے گی جو مستقبل پر اثر ڈالے گا۔

لیکن حال اور مستقبل کا دباؤ ہم پر ہے اور ہمیں اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہندوستان کو دھمکی دی جا رہی ہے اب سب کو جو ہندوستان سے محبت کرتے ہیں جیسا کہ میں اور آپ ہندوستان سے محبت کرتے ہیں اس کی فوری مدد کے لئے اپنی توانائیوں کو وقف کرنا چاہئے۔ یہ مدد بحث اور اختلافات سے نہیں ہو سکتی بلکہ مختلف عناصر کو متحد کرکے یہ آپ کا کام ہے کہ اس میں آپ مدد کر سکتے ہیں چاہے آپ کی جماعت یا فرقہ کچھ ہی ہے۔

ہم نے اتفاق کرنے کی پوری کوشش کی ہم ناکام رہے اس کی فکر نہ کیجئے کہ قصور کس کا ہے مجھے سارا الزام اپنے سر لینے دیجئے اگر اس سے ہندوستان کی مدافعت میں متحد ہونے میں مدد ملے گی۔ برطانیہ عظمیٰ پوری کوشش کرے گا

ہوائی حملہ اور شہری مدافعت

(تیسری قسط)

(تقریر جو نشرگاہ حیدرآباد سے نشر کی گئی)

موجودہ جنگ کے حملہ کرنے والے ہتھیاروں میں بمبار ہوائی جہاز خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد لوگوں میں گھبراہٹ پیدا کرنا اور رسل و رسائل کے ذریعوں اور بہم رسانی کو بیکار کر کے لوگوں کی روزانہ کی زندگی کو تباہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کا سد باب صرف وہ آبادی کر سکتی ہے جو دفاعی طور پر منظم ہو اور جس میں ضبط اور اپنی مدد آپ کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ بناؤ ہی گیس سے بچانے والے نقاب آگ بجھانے والے انجن اور طبی خدمات صرف ادنیٰ ڈھانچے ہیں اور اگر بنیاد مفقود ہو تو یہ ڈھانچے زمین پر آ رہتے ہیں۔ یہ بنیاد عادت ہے جو اس گھر سے جو ان امور سے واقف رہے۔

"واقف کار خاندان" والے جملہ کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ ان تقریروں کو جو آپ نشرگاہ حیدرآباد سے برابر سنتے رہیں گے یہی مقصد ہے کہ لوگوں کو واقف کار کیا جائے۔ آج ہم آپ کو یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ ہوائی حملے کیوں کئے جاتے ہیں اور ان ہتھیاروں کی کیا خصوصیت ہے جو ان حملوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے دشمن کے ہوائی حملوں کا مقصد لوگوں کی شہری زندگی میں رخنے پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو کامیاب بنانے کے لئے فوجی اہمیت رکھنے والی چیزوں کا کام دینا ہے۔ یا شہری آبادی پر بے روک اور بلا امتیاز حملے کئے جا سکتے ہیں۔ ہوائی بمباری کے طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ بعض وقت ہوائی جہازوں کے جتھے ایک ساتھ حملہ کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی چند یا اکا دکا ہوائی جہاز بھی بم برساتے ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی بار بم برسائے جائیں اور ہوائی حملوں کے درمیان طویل وقفے ہوں یا پھر حملے دن رات مسلسل ہوتے رہیں اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہے۔

ہوائی حملے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ بمباروں کا ایک جتھا فضا میں کسی شہر کی سمت آئے اور کم بلندی سے بم برسانے لگے۔ ایسی صورت میں عموماً بمبار لڑاکا طیاروں کے ساتھ آتے ہیں جن کا کام بمباروں کو ہر ممکن حملے سے بچانا ہوتا ہے۔ ایسے حملوں کا دوران دس منٹ سے لے کر ساڑھے تین گھنٹے تک ہوتا ہے۔ اگر حملے کا دوران زیادہ ہو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ بمبار جتھا کی مدد کے لئے تازہ دم ہوائی جہاز بھیجے جاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے ہوائی جہاز کسی شہر پر اچانک آگ برسانے والے بم گراتے ہیں۔ کوئی جہاز جتنا زیادہ وزن اٹھائے گا اتنی ہی اس کی رفتار کم ہوگی کیوں کہ اس صورت میں ایندھن کم رکھا جا سکے گا۔ وزنی بمبار ہزار سے چار ہزار پونڈ وزن تک وزن اٹھاتے ہیں۔

پچھلی جنگ میں لندن پر ۳۰۰ ٹن وزن کے بم گرائے گئے تھے مگر اب کی جنگ میں یہ ممکن ہے کہ اس سے زیادہ وزن کے بم ایک ہی حملہ میں شہر پر گرائے جائیں۔ بم چالیس پونڈ سے پانچ سو پونڈ تک مختلف سائز کے ہوتے ہیں۔ بیس ہزار فیٹ کی بلندی سے

اڑ کر جانے والے ہوائی جہازوں سے بھی گرائے جا سکتے ہیں۔ گرائے ہوئے بموں کی شکل ہوائی جہازوں کے جتھے کی شکل کے مطابق ہوتی ہے۔ بم عام طور سے دس ہزار سے ۲۰ ہزار فیٹ تک کی اونچائی سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ بلندی بادلوں یا مشاہدہ کی سہولت کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے۔ حملہ کرنے والے ہوائی جہازوں کے درمیان ۱۰۰ سے ۲۰۰ گز تک یا کبھی کبھی صرف ۵۰ فیٹ کا فاصلہ ہوتا ہے۔

ان ہوائی آلوں میں جو زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں سب سے زیادہ با اثر غالباً وہ بم ہیں جو بھک سے پھٹتے ہیں۔ ان کا تخریبی اثر فوری ہوتا ہے اور ان سے بالکل محفوظ رہنے کی تدبیر اختیار کرنا کافی مشکل ہوتا ہے۔ حملہ آور طیاروں کا ایک مقصد یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بکثرت مقامات پر آگ لگا دی جائے۔ اس کے لئے بیک وقت ہزاروں آگ لگانے والے بم بالخصوص ہلکے بم گنجان آبادی والے علاقوں پر گرائے جاتے ہیں۔ کم فاصلہ پر اڑنے والے ہوائی جہاز ان لوگوں پر جو ان ہوائی جہازوں کی زد میں ہوتے ہیں مشین گن سے بھی حملے کرتے ہیں۔ یہ حملہ آور اسلحہ جات انفرادی یا اجتماعی طور پر استعمال کئے جاتے ہیں اور روزانہ کی زندگی میں سب سے زیادہ رخنہ اندازی کرتے ہیں۔

آپ نے سنا کہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ کن کن طریقوں سے حملے ہو سکتے ہیں اور کس طرح یہ حملے لوگوں میں گھبراہٹ پیدا کرتے ہیں۔ آئندہ تقریروں میں آپ کو بعض آسان حفاظتی تدبیروں کے بارے میں ہدایت کی جائے گی۔

ایسا بھی وقت ہوتا ہے جب شہری آبادی کو بڑا بار اٹھانا اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے کیوں کہ ہوائی حملہ کی وجہ سے جن میں آگ لگانے والے بم استعمال ہوتے ہیں بہت نازک منظر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بروقت صحیح طریقہ اختیار کیا جائے تو اس صورت حال پر قابو پایا جا سکتا ہے یوں بھی یہ کچھ زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ آئندہ کی تقریروں میں ان طریقوں پر بحث کی جائے گی۔

تیسرا طریقہ جو حملہ آور ہوائی جہاز اختیار کرتا ہے وہ آگ لگانے والے بموں کے ساتھ پھٹنے والے اور شور مچانے والے بموں کا استعمال ہے۔

ہوائی حملہ چاہے جس شکل میں بھی ہو اس سے نقصان تو بہرحال ہوگا اور شہری آبادی کی زندگی بھی خطرہ سے خالی نہیں رہتی۔ بشرطیکہ پہلے ہی ضروری ابتدائی معلومات حاصل کر لئے گئے ہوں اور یہ بھی حفظ ماتقدم ضروری احتیاط برتی گئی ہو۔ سننے والوں کو اس بارے میں وقتاً فوقتاً جو باتیں بتائی جائیں انہیں چاہئے کہ وہ ہدایتوں کو خاص توجہ سے سنیں۔

ہوائی جہازوں میں بمبار ہوائی جہاز ہی ہمارے غور کا موضوع ہیں جو تین وضع کے ہوتے ہیں۔ ہلکے، درمیانی اور وزنی۔ آخری وضع کے ہوائی جہاز بہت اہم ہیں۔ کیوں کہ ان میں بہت بھاری وزن اور مشین گنیں ہوتی ہیں اور لڑاکا ہوائی جہاز سے بچنے کے لئے سامنے ایک توپ ہوتی ہے۔

نئے بمبار ہوائی جہازوں کی رفتار تقریباً تین سو میل فی گھنٹہ یا اس سے زیادہ ہوتی ہے جو زیادہ سے زیادہ چار ہزار پونڈ کا وزن اٹھاتے ہیں۔ ایک بمبار ہوائی جہاز کی رو زیادہ سے زیادہ دو ہزار میل ہوتی ہے۔ رو سے مراد وہ مجموعی فاصلہ ہے جو کوئی ہوائی جہاز بغیر دوبارہ پٹرول لیے ہوئے طے کر

سکے گو کہ کتنا ہو۔ اس لئے ہندوستان کا کوئی بھی شہر ایسا نہیں جو دشمن کے حملے کی زد میں نہ ہو۔

قواعد مدارس خانگی میں ترمیم

پریس نوٹ

محکمہ تعلیمات کی سفارش پر حکومت سرکار عالی نے ان قواعد میں بعض ترمیمات منظور فرمائی ہیں جو ممالک محروسہ میں خانگی مدارس قائم کرنے سے متعلق ہیں۔

ترمیم شدہ قواعد کی رو سے مدارس تحتانیہ اور وسطانیہ کے قیام کے لئے اب محکمہ تعلیمات کی اجازت قبل از قبل حاصل کرنی لازم نہ ہوگی۔ لیکن مدارس فوقانیہ سے متعلق جو شرط مقرر ہے وہ بدستور قائم رہے گی یعنی ان کے قیام کے لئے محکمہ سرکار (ناظم تعلیمات) کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہوگی۔ مدرسہ تحتانیہ یا وسطانیہ کے بانی یا بانیان کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ ایسے ادارے کے قیام کی بابت پندرہ روز کے اندر محکمہ تعلیمات کے متعلقہ افسر کو مطلع کریں اور ایک مقررہ فارم پر ادارے کے اغراض و مقاصد نصاب اور دوسرے متعلقہ امور کے بارے میں تفصیلات مہیا کریں۔ خانگی مدرسوں کے منتظمین پر یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ متعلقہ افسر کے پاس داخلے وغیرہ کے سالانہ اعداد و شمار پیش کریں۔

حکومت کی جانب سے ایک اہم شرط یہ عائد کی گئی ہے کہ ایسے مدارس کے نصابوں کی تشکیل میں یہ احتیاط ملحوظ ہوگی کہ ان سے ایسے تمام سیاسی یا غیر سیاسی مضامین خارج رہیں جن سے فرمانروا یا خاندان آصفیہ یا حکومت سرکار عالی کے متعلق غیر وفاشعارانہ احساسات پیدا ہونے یا ان کے بڑھنے کا امکان ہو۔ نیز یہ کہ ایسے تمام مذہبی مضامین کو بھی شامل کرنے میں انتہائی احتیاط برتی جائے گی جن سے اعلیٰ حضرت بندگانعالی کی رعایا کے کسی طبقے کے مذہبی احساسات کے مجروح ہونے کا امکان ہو۔

محکمہ تعلیمات کے افسروں کو اس کا حق حاصل رہے گا کہ وہ ہر قسم کے خانگی مدارس کا معائنہ کریں اور ایسے مدارس کے منتظمین پر یہ لازم ہوگا کہ وہ معائنے کے لئے جملہ سہولتیں بہم پہنچائیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کثاف

ہندوستان کا ایک دستور مرتب کرنے کے لئے پنڈت جواہرلال نہرو کے والد ماجد پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک کمیٹی منعقد ہوئی تھی جس کی رپورٹ "نہرو رپورٹ" کے نام سے مشہور ہے اس رپورٹ میں جس پر پنڈت موتی لال نہرو کے دستخط ثبت ہیں ریاست ہائے ہند کی نسبت یہ طے کیا گیا تھا کہ:-

"تمام معاہدات جو ایسٹ انڈیا کمپنی اور
ہندوستانی ریاستوں کے مابین ہوئے
ہیں نیز اس قسم کے بعد کے تمام معاہدات
کی پابندی جہاں تک کہ وہ اس ایکٹ
کے آغاز کے وقت نافذ العمل ہوں دولت ہند
پر واجب ہوگی"

لیکن زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ پنڈت جواہرلال نہرو ان لوگوں کو "پاگل" "بدمعاش" اور "احمق" کہہ رہے ہیں جو ان کے والد ماجد کے ہم خیال اور ہم نوا ہیں۔ پنڈت جواہرلال نہرو انقلاب پسند ہیں۔ اس انقلاب پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں ؎

دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر
پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

جس زمانہ میں کانگریس کی پالیسی گاندھی جی، موتی لال نہرو اور جواہرلال نہرو تشکیل دیتے تھے اس وقت کانگریس میں مصالحت کی ایک اسپرٹ ضرور موجود تھی نہ گو مولانا محمد علی کہتے تھے کہ کانگریس میں "باپ، بیٹا، اور روح القدس" کے سوا اب دھرا ہی کیا ہے لیکن جب سے "باپ" نے اس دنیا کو چھوڑ کر اس دنیا کا رخ کیا مصالحت کی وہ اسپرٹ بھی رخصت ہوگئی اور "بیٹے اور روح القدس" نے ہندوستان کی دنیا میں وہ آفت مچا رکھی ہے کہ "آسمانی سلطنت" کا قیام ایک خواب بلکہ ایک دیوانہ کا خواب بن کر رہ گیا۔

مجلس بلدیہ میں ایک معزز رکن نے شہری دفاع سے متعلق ایک قرارداد پیش کی ہے جو مستضاد اجزا پر مشتمل ہے۔ اس قرارداد کی توضیح کرتے ہوئے معزز رکن نے فرمایا کہ:-

"جب تک جملہ ارکان بلدیہ کو اے آر پی
اور مجلس دفاع کے اکسون عاملہ بنا کر ان میں
سے ہر ایک کے تفویض کوئی ذمہ دارانہ کام
نہ کیا جائے اس وقت تک یہ تحریک کامیاب
نہ ہوگی"

ہماری رائے میں اے آر پی اور مجلس دفاع کی رکنیت معزز ارکان بلدیہ کے لئے باعث توہین ہے۔ ان کو تو کمانڈر انچیف ارکان بنانا چاہئے۔ معزز محرک کی خدمت میں ہم صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتے ہیں ؎

قریبی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

قومی ہفتے کے سلسلے میں مسٹر رام کشن ریبوت نے کھادی کی پیدائش پر تقریر کی۔ (ایک خبر)

ہمارے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ مسٹر ریبوت نے کھادی کی پیدائش پر تقریر کرتے ہوئے بتلایا کہ اس کے ماں باپ کون تھے، اس کی ولادت کہاں ہوئی، اس کی نام رکھائی کی رسم کہاں ادا کی گئی اور اس کا اصلی وطن کہاں ہے مگر اس کے مورث اعلیٰ کا اب تک پتہ نہیں چلا۔ علما سے حیاتیات تحقیقات میں مصروف ہیں۔

افواہیں پھیلانا جرم ہے (ایک سرخی)

آج کل عوام کا یہی تو ایک تفریحی مشغلہ ہے۔ تفریح کو جرم قرار دینے کی تجویز بھی ایک افواہ معلوم ہوتی ہے۔

سر اشافورڈ کرپس اور کانگریس کی گفتگوئے مفاہمت پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "پیام" تحریر کرتا ہے کہ:-

"یہ واقعہ افسوسناک کتنا ہی ہو مگر تعجب انگیز ذرا بھی نہیں۔ جو لوگ ان عناصر کی گہرائی سے واقف تھے جن کا اس گفتگو میں تصادم ہو رہا تھا وہ جانتے تھے کہ کانگریس اور برطانوی حکومت میں کوئی سمجھوتہ ہو جانا تو ایک معجزہ ہوگا۔ سر اشافورڈ کرپس کے آنے کے بعد بعض حلقوں میں یہ گمان تھا کہ ان کے جو شخصی تعلقات کانگریسی لیڈروں سے ہیں وہ اس گفتگو کی مشکلات کو کم کر سکیں گے لیکن جب اجمالی مسودہ دستاویز کی تفصیلات پر گفتگو کی نوبت آئی تو اس کا بیں منتقل بھی طرح نمایاں ہوگیا اور یہ معلوم ہوگیا کہ کانگریس سو فی صدی سے کم پر تصفیہ کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے"

بات دراصل یہ ہے کہ مہاتما جی کی باطنی آواز کانگریس کو ہمیشہ یہی مشورہ دیتی ہے کہ اغیار سے سو فی صد وصول کرو مگر اپنوں کو پچاس فی صد بھی نہ دو۔ اب مفاہمت ہو تو کیونکر ہو ؎

تفکر کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

سوامی رامانند تیرتھ اپنے ایک اخباری بیان میں کہتے ہیں کہ چند کارکنوں کی جانب سے ہوائی حملوں سے بچاؤ اور شہری دفاع کے لئے "پیپلز والنٹیر بریگیڈ" کا قیام عمل میں آیا ہے۔

یہ شانتی دل کی بدلی ہوئی صورت تو نہیں؟ اعلان کے الفاظ کتنے ہی خوشنما ہوں فرقہ پرستی اور مرکز گریزی نہیں چھپ سکتی ہے۔ کیا فرماتے ہیں پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، پنڈت رماچاری اور سیٹھ لکشمی نواس گیروال

ہم صرف اپنے ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (پنڈت جواہرلال نہرو)

مگر ہمیں آپ پر کوئی بھروسہ نہیں!

کرپس مشن کی ناکامی (ایک سرخی)

کانگریس کے خفیہ عزائم کی ناکامی (ایک قیاس)

"حالات کے لحاظ سے جب تک عہدہ داران مال کے نقطہ نگاہ میں تغیر نہ ہو زراعت میں قابل لحاظ ترقی کی توقع نہیں کی جا سکتی" (رعیت)

ہم اس رائے سے بالکل متفق ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ کاشتکاروں کی نجات اسی میں ہے کہ زمیندار، دلنددار اور ساہوکار اپنے قدیم نقطہ نگاہ میں کوئی رد و بدل نہ کریں۔ زراعت میں قابل لحاظ ترقی کے لئے بس اسی چیز کی ضرورت ہے

مطلق العنان آمرانہ اکثریت کی حکومت

سر اسٹافورڈ کرپس کا کانگریس کو جواب

نئی دہلی کے اعلان استرداد کی نسبت مولانا آزاد صدر کانگریس کو سر اسٹیفورڈ کرپس نے جو جواب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ان محکموں کے علاوہ جن کا تعلق جنرل بحری اور ہوائی ہیڈ کوارٹرز سے ہے جو لڑنے والی افواج کے سپہ سالار کے تحت ہیں تمام کاموں کے لئے وزیر دفاع کو ایک حصہ دیا گیا ہے۔ سر اسٹیفورڈ نے وہ صورتیں گنائے جو اگزیکٹیو کونسل کے ذمہ دار ہندوستانی ارکان کے تحت ہیں یعنی وہ خود رسل و رسائل، پالیسی میں جنگی امدادات بھی شامل ہیں، رسد، علاقات، نشریات، غیر فوجی دفاع، قانون سازی اور رفاہی محکمہ جات جن میں ہندوستانی ملازم شامل ہے۔

سر اسٹیفورڈ کرپس کہتے ہیں کہ اگر دفاعی سرگرمیوں کی ذمہ داری ہندوستانی ارکان کو دی جاتی تو وہ ان کے تحت ہندوستان کی فوری حفاظت کو خطرہ ہو جاتا جو برطانوی حکومت کا اولین فرض اور ذمہ داری ہے جبکہ ہندوستان کو اتحادی امداد کے مفاد کی خاطر کمان کا اتحاد ضروری ہے۔

سر اسٹیفورڈ کہتے ہیں کہ قومی حکومت میں حصہ لینے سے آزاد کے انکار کا اصل خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کی جس ہیئت کا دیا گیا ہے وہ ایسی نہیں ہے جو آزاد کو اپنے سب خواہش ہندوستانی باشندوں کی امداد حاصل کرنے کے قابل بنا سکے۔

سر اسٹیفورڈ کرپس اپنے جواب میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ آپ نے دو تجویزیں کی ہیں پہلی یہ کہ دستور اب بدلا جا سکتا ہے اس قسم میں یہ بتا دوں کہ آپ نے یہ تجویز پیش کی بدل رات ہماری تجاویز کی اشاعت کے کوئی تین ہفتے بعد اور میں بھی کہتا ہوں کہ جن دو اور جماعتوں نے ہم سے گفتگو کی ان میں سے ہر ایک نے جنگ کے دوران اور موجودہ وقت میں دستور کی ایسی تبدیلی کے ناممکن ہونے کو تسلیم کیا تھا آپ کا مشورہ ہے کہ حقیقی قومی حکومت قائم ہو جو کامل اختیارات والی کابینہ کی حکومت ہو اور اتنا کی پچیدہ حیثیت کی اور مرکزی دستوری تبدیلی کے بغیر ناممکن ہوگا جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کا مشورہ موجودہ حالات میں شامل کیا جاتا تو کیا اس کا مطلب یہ نہ ہوتا کہ ایک ایسی بڑی سیاسی جماعت کی حکومت ہوتی جو کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہوتی۔ یہ بتانی جانے گی اور حقیقت اکثریت کی کامل اکثریت پر مبنی ہوگی اس تجویز کو ہندوستان کی تمام اقلیتیں مسترد کر دیں گی کیونکہ وہاں سب کا بینہ میں ایک مستقل مطلق العنان اکثریت کے تابع کر دیگا اور نہ یہ چیز ان وعدوں کے مطابق ہوگی جو برطانیہ کی حکومت نے اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہیں۔ ہندوستان کے ملک میں جہاں فرقہ وارانہ اختلاف بہت گہرے ہیں ایسی مطلق اکثریتی حکومت ممکن نہیں ہے۔ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ اس وقت تک جبکہ ہندوستانی باشندے نیا دستور بنائیں۔ برطانیہ کی حکومت کو اپنا فرض ہندوستانی باشندوں کے ان بڑے حصوں کے حقوق سے علاوہ کرنے پڑتے ہیں جو کانگریس سے اس نے وعدے کئے ہیں۔ برطانیہ کی حکومت

ایک مہتم بالشان موقع کھو دیا گیا

سر اسٹافورڈ کرپس کی نشری تقریر

آج رات ساڑھے آٹھ بجے ۹۵ منٹ کی نشری تقریر میں سر اسٹیفورڈ کرپس نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ ہندوستان کی افواج اور آزادی کے لئے مجتمع کرنے کا یہ عظیم موقع کھو دیا گیا کسی کو مجھ سے زیادہ ان عظیم دشواریوں کا احساس نہیں ہوگا جو تاریخ کے برطانیہ اور ہندوستانیوں کے اور اس سے بڑھ کر مختلف ہندوستانی فرقوں کے تعلقات کے تصفیہ میں پیدا ہیں۔ سابق میں برطانوی حکومتوں کو منصفے کے فقدان پر بیم الفاظ کا پردہ ڈالنے کا الزام دیا جاتا رہا اور جب انہوں نے کہا کہ آپس میں اتفاق ہندوستانی فرقوں کا کام ہونا چاہئے تو کہا گیا کہ یہ ایک ترکیب ہے جس سے برطانیہ عملی ہندوستان پر اپنا قبضہ غیر معینہ مدت تک برقرار رکھ سکتا ہے۔ کانگریس نے آغاز جنگ سے اتحادی کی جنگ کی تائید کی بنیاد کے لئے دو شرطوں کا مطالبہ کیا اولاً ہندوستانی خود مختاری کا اعلان اور ثانیاً ہندوستان کے لئے نیا اور آزاد دستور بنانے کے لئے مجلس دستور ساز دونوں مطالبات کو مسودہ اعلان میں جگہ دی گئی۔ میں نے صاف اور صریح تجاویز پیش کی جس میں یہ امکان نہ رہا کہ کسی طرح کا شبہ باقی رہے کہ آیا ہندوستانی حکومت خود مختار ہوگی یا نہیں لیکن اس نے ہندوستانی لیڈروں پر چھوڑ دیا کہ وہ چاہیں تو کسی متبادل طریقہ پر متفق ہوں۔

ہر فرد اور نظام نے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کرنے کے لئے جو ہوشمند اعلان کا مسودہ تیار کر لیا کہ اگر وہ ایسا کرے تو ناگزیر طور پر دوسرے اس کو رد کر دیں گے جیسا کہ بینہ اس طرح ایک حالت کے موقف میں تھی لیکن وہ پیش کی جانے والی آزادی ہی کا انکار کر کے ہندوستانیوں پر ایسی ہیئت حکومت عائد نہیں کر سکتی تھی جس کو وہ خود آزادی سے پسند نہ کرتے۔ ساری تجاویز میں ہی تعلق کے ان بانفوذ حصوں کا جن پر سب متفق ہیں ذکر ہی نہیں کیا گیا ہندوستان کے لئے کامل آزاد اور حکومت خود اختیاری یہ اس کی مرکزی خصوصیت ہے۔ یہ تنقید ہی اور فرقہ واری وہ سمجھتے تو بہتر طریقہ نہیں لیکن سمجھوتہ ہونا ہی تھا۔ اگر قومی اور آزاد ہند کا وجود میں آنا ہے کسی دن کسی نہ کسی طرح بڑے فرقوں اور جماعتوں کو اپنے نئے دستور کی تشکیل کے طریقے پر متفق ہونا پڑیگا۔

فوری دشواری دفاع کی تھی۔ دفاع ہمیشہ سالہا سال سے برطانیہ کی حکومت کے ذمہ رہا ہے۔ مطالبہ یہ تھا کہ دفاع ہندوستانی ہاتھوں میں دیا جائے۔ اس کے لئے ساری مستعدی دفاع کی عرصہ اور ذمہ داری تنظیم کی ذمہ داری جس سے ذخیرہ پہنچ گی جس وقت ہو چکی

دونوں آپ کی مجلس عاملہ کی اس بارہ خواہش کو تسلیم کرتے ہیں کہ دشمن کے خلاف جنگ پوری قوت سے جاری رکھی جائے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی مجلس عاملہ کو ان شرائط پر جو پر خلوص طور پر پیش کی گئی تھیں جنگ میں شامل ہونے کی راہ نظر آئی اور یہی شرائط ہندوستانی باشندوں کے تمام مختلف فرقوں اور طبقوں کو خوش کر سکتی تھیں۔

دشمن دروازہ پر ہے اور زیادہ سے زیادہ تیزی اور کارکردگی دفاع ضروری ہے۔ نا ممکن تھا۔ ہمارے علم میں کے اظہار ہونے سے نیا محکمہ جنگ قائم کرنا کا میں کسی کیا جو سپہ سالار کے کاموں تعلقات سے لیتا۔ فوجی، بحری اور ہوائی ہیڈ کوارٹرز جنگ کے ذمہ ہوتے لیکن ان میں سے کوئی بھی گفت و شنید ٹوٹنے کا حقیقی سبب نہ تھا۔ ان کے نام مجلس عاملہ کانگریس کے آخری خط میں لکھا ہے کہ دوران جنگ کی عارضی ہیئت حکومت ایسی ہے کہ وہ حکومت میں شامل ہوں کرپس نے صحافتی بیان کے الفاظ میں بتایا کہ کانگریسی مطالبہ قبول کرنا کیوں ممکن نہیں۔ کوئی سکیم جو بعض کراچی اور بعض کرکرات نگیر سلام ہو جیسی کہ کانگریس نے پیش کی بیکار ہے۔ اگر کانگریسی لیڈر یہ جناب کے دوسرے لیڈروں کے ساتھ جو راضی تھے شامل ہونے کے قابل محسوس کرتے تو واقعی ایک کارنامہ انجام پا جاتا۔

ایک بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں ہندوستان میں جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری صرف میں لیتا ہوں۔ وائسرائے یا سپہ سالار پر اس گفت و شنید کی ذمہ داری نہیں۔ انہوں نے از ابتدا تا انتہا میری مدد کی پوری کوشش کی اور میں ان کا اور تمام ذمہ دار جماعتوں کے نمائندوں کا نہایت پر خلوص شکریہ ادا کرتا ہوں ہم نے کوشش کی لیکن سابقہ بیگانگی اتنی قوی نکلی کہ باہمی سمجھوتہ حصول آزادی کے طریقہ کے بارے میں اختلاف ہم میں ہو سکتا ہے لیکن ایک بات پر ہم سب کو متفق ہونا چاہئے کہ آزادی جاپان کی سی وحشت کی آزادہ فتح مند سے حاصل نہیں ہوگی۔ انہوں نے نازی اور جاپانی مظالم کی تحت مذمت کی اور اتحادی فتح پر اعتماد ظاہر کیا۔ آخری فتح میں ہندوستان حصہ لے سکتا ہے اور لینا چاہئے جو اس کو آخری فتح کرنے کے لئے جمع ہونے والی متحدہ اقوام کے مشوروں میں پوری آزاد اور آزاد نمائندگی کا فخر حق دلائے گا۔

ضلع ناندیڑ میں ہمہ جہتی اصلاح

حال ہی میں قصبہ ناندیڑ میں متعدد ہمہ جہتی اصلاحات کی گئیں جن میں سے بعض ابھی تکمیل پا رہی ہیں۔ ناندیڑ ممالک محروسہ سرکار عالی کا ایک ترقی پذیر صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ ضلع ناندیڑ بھی جو اس مملکت میں روئی کی کاشت کا سب سے بڑا مرکز ہے جدید رنگ قبول کر رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا کہ گرد و نواح کے مواضعات سے قصبہ ناندیڑ میں کئی مزدور تلاش روزگار میں آکر فروکش ہو گئے۔ چونکہ پہلے ہی سے یہاں مکانات کی کمی تھی اس لئے ان مزدوروں کے لئے رہائشی گنجائش فراہم کرنا اور بھی دشوار ہو گیا ہے۔

مذکورہ بالا ضروریات کی تکمیل کے لئے حکومت سرکار عالی نے ڈیڑھ لاکھ کی فوری منظوری صادر کی ہے تاکہ قصبہ ناندیڑ میں عوام کے لئے مختلف سہولتوں کا انتظام ہو جائے بشمول مزدوروں کی نوآبادی۔ جدید گنج۔ مرکزی بازار۔ اور رہائشی مکانات وغیرہ۔ تعمیر پائیں۔

مزدوروں کی نوآبادی وغیرہ کے لئے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا ہے وہ ریلوے اسٹیشن کے شمال مغرب میں واقع ہے کچھ حد تک بنیاد کھودی جا چکی ہے تاکہ نوآبادی کے لئے اس زمین کی موزونیت کا پہلے ہی سے اندازہ ہو جائے۔ ہر طرح اطمینان ہو جانے کے بعد حفظان صحت کے اصول کے مطابق چھوٹے چھوٹے مکانات کی تعمیر شروع ہو جائیگی۔

نیا گنج ریلوے اسٹیشن کے جنوب مشرق میں تعمیر کیا جائے گا کیونکہ ہنگولی۔ دیگلور۔ اور احمدپور جانے والی سڑکیں اس مقام کے قریب سے گذرتی ہیں۔ موجودہ گنج جو قصبہ کے بیچوں بیچ واقع ہے قصبہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے ناکافی ہے اور اس کی توسیع کی بھی گنجائش نہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اسٹیشن اور سڑکوں سے کافی نزدیک ہونے کے باعث نئے گنج کی کاروباری رونق بہت بڑھ جائے گی۔

خرید و فروخت کے لئے جو دکانات و بازار قائم کرنے کی تجویز اسکیم میں موجود ہے وہ اساتذہ ٹیکری کے قریب تعمیر کئے جائیں گے یہاں سے مزدوروں کی مجوزہ نوآبادی کوئی دو فرلانگ فاصلہ پر ہوگی۔

عہدہ داروں کے مکانات اور عوام کے لئے درجہ (الف) (اے کلاس) اور درجہ ب (بی کلاس) کے مکانات بھی بنائے جائیں گے۔ ان مکانات کے درمیان سے ڈھائی میل لانبی سڑک تعمیر پانے والی ہے۔ جو ریلوے اسٹیشن کی مغربی جانب موجودہ سڑک سے ملتی ہے۔

اس اسکیم کے ساتھ علاقہ گردوارہ کی بھی اصلاح کی جائیگی پختہ ڈرینیں اور پانی کی موریاں تعمیر ہونگی اور سڑکوں پر برقی روشنی کا انتظام کیا جائے گا۔

مقامی برقی منصوبہ میں اکثر اوقات اچانک طور پر خلل پڑ جاتا ہے جس سے ناندیڑ کے انتظام آب رسانی کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اسی لئے آئندہ برقی قوت کی مسلسل فراہمی کے لئے گورنمنٹ ضلع ناندیڑ نے طے کیا ہے کہ عثمان شاہی ملز سے برقی حاصل کی جائے۔ اس طرح آب رسانی کے انتظام میں آئندہ کوئی خلل واقع ہونے نہ پائیگا۔

حکومت نے ضلع ناندیڑ کے دیگر ہم تعلقات میں بھی مال گزر سڑکوں کی تعمیر کے لئے ۱,۰۰,۰۰۰ روپیوں کی رقم منظور کی ہے روئی کے ہنگام میں قریبی مواضعات سے مارکٹ تک روزانہ سینکڑوں بنڈیوں کی آمد و رفت کے باعث اہالیان برداشت کر رہے ہیں جو سخت تکلیف پہنچتی تھی وہ اسی طرح بڑی حد تک رفع ہو جائے گی۔

دیہی رقبوں میں ذرائع آمد و رفت کا وسیع تر انتظام عمل میں آیا ہے چنانچہ گزشتہ سال (۱۳۵۴ف) کئی مواضعات کو چھوٹی سڑکوں کے ذریعہ شاہراہوں سے ملحق کیا گیا۔ اسی کام پر ۵۰,۰۰۰ روپیہ صرف ہوئے۔ دیہات والوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کا مسئلہ بھی حل کیا جا رہا ہے۔ پرانی باؤلیوں کی ترمیم کے علاوہ ہر سال کئی جدید باؤلیاں کھودی جا رہی ہیں اس سال جدید باؤلیوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ کیونکہ حکومت نے حال ہی میں اس کام کے لئے ایک اسکیم منظور کی ہے جس پر (۳۵,۰۰۰) روپیہ خرچ ہونگے۔

پست اقوام کے ایسے افراد کی زبوں حالی دور کرنے کے لئے جو ذاتی زمینات نہیں رکھتے اور مزدوری وغیرہ پر گذر بسر کرتے ہیں حکومت سرکار عالی کے محکمہ مالگزاری نے اضلاع کے تعلقداروں کے نام احکام صادر کئے ہیں کہ انہیں زمینات عطا کی جائیں تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنے لئے ذریعہ روزگار فراہم کر سکیں۔

اس سلسلہ میں اول تعلقدار صاحب ضلع ناندیڑ نے اپنے ماتحت عہدہ داروں کو حکم دیا ہے کہ وہ ضلع ناندیڑ کی فہرست مرتب کریں جو غریب رعایا کو عطا کی جا سکتی ہیں ان افراد کے ساتھ مزید رعایتیں بھی کی جائیں گی مثلاً دو سال تک ان سے رقم مالگزاری وصول نہیں کی جائے گی بعد ازاں برائے نام لگان لیا جائیگا۔

ناندیڑ کے جدید "کاٹن ریسرچ اسٹیشن" روئی کا تحقیقاتی مرکز نے روئی کے مختلف اقسام پر تحقیقاتی کام شروع کر دیا ہے۔ دوسرے پودوں کی پرورش نگہداشت پر بھی تحقیقاتی کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

اس تحقیقاتی مرکز کے تحت (۱۰۵ ایکڑ ۱۲ گنٹے) وسیع مزرعہ ہے۔ جس میں سے (۴۲) ایکڑ ۲۳ گنٹے زیر کاشت ہیں۔ اس مزرعہ کی زمین بہتر قسم کی ہے اور اس سال (۱۳۵۴ف سنہ ۱۹۴۵ء) جو تجرباتی کاشت کی گئی اس کے نتائج بہت اچھے رہے۔ قلیل بارش اور خراب موسم کے باوجود گروانی نمبر (۱) کی ماس پیداوار رہی اور دوسری جنوانی کے وقت فی ایکڑ (۵۰۰) پونڈ رہی۔ دس ایکڑ میں ... بوئی گئی تھی جس کی حاصل پیداوار فی ایکڑ (۱۳۰۰) پونڈ تھی یعنی مجموعی حیثیت سے فی ایکڑ (۶۰) روپے آمدنی ہوئی۔

غالباً یاد ہوگا کہ گذشتہ سال ہی "کاٹن ریسرچ اسٹیشن" کو پربھنی سے ناندیڑ منتقل کیا گیا تھا اس عمارت کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے البتہ بیلوں اور زراعتی آلات کے چھپر گودام انجن کا کمرہ اور مزدوروں کے لئے رہائشی مکانات کی تعمیر عنقریب شروع ہو جائے گی۔

مسلم لیگ نے کانگریس کو سہارا دیا

کامریڈ ایم۔ این۔ رائے کا بیان

مسٹر ایم۔ این۔ رائے نے ایک صحافتی بیان جاری کیا ہے جس کے دوران میں انہوں نے اس پوشیدہ حکمت عملی کی جس سے کام لے کر کانگریس نے تجاویز کرپس کو مسترد کیا مذمت کی ہے۔ حکومت برطانیہ نے کانگریسی لیڈروں سے جو رویہ اختیار کیا مسٹر رائے کا خیال ہے کہ یہ اس کا غلط فیصلہ تھا مسلم لیگی قرارداد کی نسبت مسٹر رائے کہتے ہیں کہ میں اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے ایک ہندوستانی قائد کی حیثیت سے سنہرے موقعہ کو کھو دیا۔ کابینہ کے مسودہ میں مسلم لیگ کے بنیادی مطالبہ کی تائید موجود تھی اگر کوئی فروگذاشت تھی بھی تو مناسب وقت پر اس کی ترمیم یا اصلاح کروائی جا سکتی تھی کانگریسی لیڈروں نے بیرونی حملہ آوروں سے امن قائم کرنے کے متعلق پر گفتگو کی جہاں تک میں سمجھتا ہوں مسلم لیگ نے کوئی نظریہ نہیں پیش کیا بدیں وجہ حقیقت میں کیا یہ تعجب خیز امر نہیں کہ مسلم لیگ محض کانگریس کو سہارا دینے کی خاطر ایسی غلطی کرے۔ وہ مسلم لیگ جو ملک کی حقیقی رہنمائی کر سکتی تھی۔

اشتہار

نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم

از محکمہ عدالت منصفی گنجوٹی مستقر عمرگہ ملاقہ پائیگاہ خاص۔

نمبر مقدمہ ۳۲۰ سنہ ۱۳۵۵ف ۔ باجلاس مولوی ابو منصور سید شاہ منصور قادری منصف عدالت عمرگہ۔

مدعی گو چند راؤ عرف اپا راؤ پٹیل ساکن موضع ساسور

بنام

محمد حسین وغیرہ ساکن موضع کوتیلی جاگیر مدعی علیہ

دعویٰ زر نقد

بنام محمد حسین ولد محمد قاسم عمر ۵۰ سال پیشہ بیوپار ساکن موضع کوتیلی جاگیر۔

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے مگر کسی وقت بھی تمہاری سکونت کا پتہ نہ چلنے سے سمن کی تعمیل تمہاری ذات پر نہیں ہوئی لہذا تم کو ذریعہ اشتہار آگاہ کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ہذا میں پیشی ۲۵ خورداد ۱۳۵۵ف روز چہار شنبہ مقرر کی گئی ہے لہذا تم کو چاہئے کہ تاریخ مذکورہ وقت ۱۱ بجے دن کے بمقام عدالت دیوانی منصفی گنجوٹی مستقر عمرگہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر مقدمہ ہذا میں پیروی و جوابدہی کریں بصورت غیر حاضری تمہاری کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی پھر کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

دستخط حاکم

سررشتہ دار عدالت

"پاگل، بدمعاش، احمق"

پنڈت نہرو کی دریدہ دہنی کا جواب

پنڈت جواہر لال نہرو نے متحدہ ہندوستان کے ... کو جو عظیم و نازک منزل پر نقصان پہنچایا اگر جیسا کہ محافت ... اطلاع دی ہے" انہوں نے یہ بیان کیا کہ جو لوگ ہندوستانی ریاستوں سے کئے ہوئے معاہدات کا ذکر کرتے ہیں وہ ان کی ... میں پاگل یا بدمعاش یا احمق ہیں۔ میر مقبول محمود سکریٹری ... چانسلر ایوان والیان ریاست نے ... شنبہ کو گفتگو کے دوران ... کیا۔

کریس کی تجاویز سے متعلق والیان ریاست کی روش کا ذکر کرتے ہوئے میر مقبول محمود نے کہا کہ اس کا اظہار صاف طور پر ... قرارداد میں کیا گیا ہے جو ایوان والیان ریاست کی حالیہ ... نشستوں میں باتفاق آرا منظور ہوئی اس قرارداد میں نمایندگان ... والیان ریاست کو مجاز گردانا گیا کہ جنگ کے کامیاب اختتام ... اور ریاستوں کے مفادات کا مناسب لحاظ رکھتے ہوئے ہندوستان ... دستوری ترقی کے مباحث اور گفت و شنید جاری رکھیں ... دوران پیش کرتے ہوئے ہز ہائی نس چانسلر نے کہا کہ والیان ... ہندوستان کی مستقل با قاعدہ ترقی کے خلاف نہیں اس کے برعکس ... ان کی خواہش ہے کہ علی الاعلان شریک ہیں کہ ہندوستان کے ... اول ترین آزادی اور اعلیٰ ترین مرتبہ برطانوی تاج کی پرچھائی ... میں حاصل کیا جائے۔

والیان ریاست کی طرف سے گفتگو کرتے ہوئے چانسلر ... بعض حلقوں کے اس مفروضہ کی پرزور تردید کی کہ والیان ... ریاست ہندوستان کی دستوری ترقی اور اس کے مقبول ملکی مرتبہ ... کرنے کے مخالف نہیں جو برطانیہ اور دوسرے مقبوضات ... ایک ایسے دستور کے تحت جس کو ہندوستانیوں ... نے باہمی رضامندی سے مرتب کیا ہو اور جو قومی زندگی کے ... قابل قبول ہو۔ ہز ہائی نس نے سلسلہ تقریر ... دیکھتے ہوئے بیان کیا کہ سب لوگ کسی واحد جماعت یا ... اجارہ نہیں اور انہوں نے اعتماد ظاہر کیا کہ والیان ریاست ... کی مناسب خدمات سے ... پائے جائیں گے جس کو ان ... ریاستوں اور ملک کی عظیم الشان مدد و ترقی کے لئے ...

ہندوستان کی دستوری ترقی کی بابت والیان ریاست؟ ... روش کا یہ خلاصہ ہے۔ یہ روش برطانوی ہند کی رائے ... قانون ساز ... اس شان کی متقاضی ... میر مقبول محمود نے تشریح کی کہ ریاستوں کے مفادات کی حفاظت ... ریاستوں کے وہ حقوق ہیں جو معاہدوں ... پیدا ہوئے ہیں۔

والیان ریاست سے کئے ہوئے معاہدات کی نسبت ... نہرو کے تبصرہ کا ذکر کرتے ہوئے میر مقبول محمود نے نہرو ... تمام معاہدات جیسے اپنا ...

کیسی اور ہندوستانی ریاستوں میں ہوئے ہیں ... تمام معاہدات کی پابندی، جہاں تک وہ اس بحث کے آغاز کے وقت نافذ العمل ہوں، دولت عالیہ پر واجب ہو گی۔ اس صاف اور صریح بیان پر منجملہ دیگر اصحاب کے پنڈت موتی لال نہرو، آنجہانی سر تیج بہادر سپرو، مسٹر ایس ایس ... اور مسٹر سباش چندر بوس کے دستخط تھے۔ یقیناً یہ لیڈر "پاگل، بدمعاش یا احمق" نہیں تھے۔

گاندھی جی کی گول میز کانفرنس میں تقریر

اسی طرح مہاتما گاندھی نے گول میز کانفرنس کی وفاقی ہیئت کی کمیٹی میں ... ستمبر ۱۹۳۱ء کو تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"میری ناقص رائے میں ہمیں ریاستوں سے یہ کہنے کا حق نہیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ریاستیں ہنسی خوشی سے ہماری امداد کو آتی ہیں اور ہمارے ساتھ وفاق میں شریک ہوں گی اور شاید اپنے بعض حقوق سے دست کش ہو جائیں گی جو بصورت دیگر انہیں مستثنیٰ طور پر حاصل رہتے۔ صورت معاملات جب ایسی ہو تو میں اس رائے کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہم جو حاصل کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ احترام سے درخواست کریں اور اپنی مشکلات کو ان پر اظہار کریں۔ اس کے ساتھ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں ان کی خاص دشواریوں کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔"

میر مقبول محمود نے یہ بھی کہا کہ پنڈت نہرو سے جو بیان منسوب کیا گیا اگر وہ صحیح ہے تو وہ خصوصیت کے ساتھ ایسی منزل پر بدبختانہ ہے جب کہ مسٹر شافورڈ کریس نے والیان ریاست ہند اور اہل ہند کو جن میں انگلستان بھی شامل ہیں متحدہ ہندوستان کا ایک دستور مرتب کرنے اور کام کرنے کی دعوت دی ہے۔ مزید ... اس اعتماد اور احترام پر مبنی ہونی چاہئے جو کانگریس کی ... کے اس راسخ امر سے وابستہ کرتی ہے جو کانگریس کے نمایندہ ہیں، جو ملک کی سب سے بڑی جماعت ہے اور ہندوستان کی قومی زندگی کی دوسری جماعتوں اور فرقوں میں ... ایسی ... پنڈت نہرو جیسے ممتاز لیڈر کا یہ بیان کہ معاہدوں کو ... کے پرزے خیال کیا جا سکتا ہے کہ ایسے متحدہ ہندوستان کا خاتمہ ہے جس میں والیان ریاست اور ... کے تمام شعبوں کے بہترین ... اور ... کر سکیں۔

میر مقبول محمود نے ... کی ... کے ... میں ... سال ... کے ...

سے پہلے واضح کر دینے کے باوجود اس سے قاصر ہیں تو کانگریس کی حکمت ... تمام متعلقہ فریقین کے فائدے کے لئے اعلان کر سکتی ... اس باب میں پنڈت نہرو کا کانگریس کی پالیسی کی ترجمانی نہیں کرتے۔ اگر ایسے ... دستور ... ہیں کون ایک ایسی ... کے ساتھ اشتراک عمل ہے کہ جو ایک فریق مرضی سے معاہدوں اور اپنی ناموس ... کر سکتی ہے۔ میر مقبول محمود نے کہا کہ ریاستوں کے نازک مسئلہ پر بحث کا بہترین اور سب سے زیادہ امید افزا طریقہ وہ آسامی ہو گی جو ہز ہائی نس ... کے کاربین میں بطور ... کار ... تھی جنہوں نے ہندوستانی ریاستوں کے والیان کے معاہداتی حقوق کے کامل ترین تحفظ کا یقین کیا۔ اور نہایت مناسب تعلقات کو جہاں وہ ہندوستان اور ریاستوں کی منظم و با قاعدہ ترقی کے لئے ناگزیر ہوں ان کی بہترین روایات اور ... پر چھوڑ دیا تھا۔

میر مقبول محمود نے پنڈت نہرو کے اس بیان کا بھی ذکر کیا کہ ہندوستانی ریاستوں کی تخلیق ان حالات میں ہوئی جو ڈیڑھ سو سال قبل طاری تھے اور اگر برطانوی راج کے پہیلنے چلنے عصری حالات نہ ہوتے تو ہندوستانی ریاستوں کے مانند کوئی چیز برداشت نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس بیان میں اس تاریخی واقعہ سے چشم پوشی کی گئی ہے کہ متعدد ریاستیں بڑی اور چھوٹی ایسے وجود کے لئے اپنے سابق فرمانرواؤں کی مرہون ہیں۔ بہن ... ہیں اور وہ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کے قیام سے موجودہ ... قبل سے موجود ہیں۔ ان ریاستوں کا تاج کے ساتھ تعلق تحالف اور دوستی کے معاہدوں اور دوسرے ناموں کے ذریعہ قائم ہوا۔ اس طرح ریاستوں کی تخلیق ان حالات سے قبل ہی ہوئی جو ڈیڑھ سو سال قبل طاری تھے۔ اور پوری دوستی کے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ برطانوی ہند کے صوبہ جات ہیں جو برطانوی حکومت مخلوق ہیں۔

اُردو ادب کی رفتار

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

اگر شاعر کے خیالات میں گہرائی اور جدت اور ان کے اظہار میں زبان پر کامل قدرت ہے تو وہ بے شک اپنے کلام میں بغیر قافیے کے بھی حسن اور زور پیدا کر سکتا ہے۔

راشد صاحب کو اس میں ضرور کہیں کہیں کامیابی ہوئی ہے۔ گو بعض نظمیں بجائے ہو کر رہ گئی ہیں۔ ان نظموں میں ایک آدھ لفظ نیا بھی نظر آتا ہے۔ بعض استعارے اور تشبیہیں بھی نئی ہیں۔ جو کہیں تو خوب کھپ گئی ہیں اور کہیں بھدی اور مکروہ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ آزادی اور عکاس اور آزادی معاشرت و اخلاق کی طرف لپکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگے بڑھتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ ان میں شاعری کی پوری صلاحیت موجود ہے اور اگر مشق سخن جاری رہی تو ان سے بہت کچھ توقع ہے۔

اس کے بعد جب ہم جوشؔ کی آیات و نغمات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا امڈا چلا آتا ہے۔ جوشؔ کے کلام میں روانی، جوش اور حسن بیان بدرجہ کمال موجود ہے۔ وہ قدیم روایات و اخلاق و مذہب و معاشرت اور اوہام و عقائد سے سخت متنفر ہیں اور دستار نہیں ٹھکرائے چلے جاتے ہیں۔ لیکن جب سلام یا اسی قسم کی نظمیں لکھتے ہیں۔ تو پرانے اوہام و عقائد میں اٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انقلاب اور نظام جدید اور ہر جدید رنگ پر فریفتہ ہیں جوش و خروش اور انقلاب کے نعروں سے ان کا کلام گونج رہا ہے۔ لیکن انقلاب کیا ہے نظام جدید سے کیا مطلب ہے۔ اس سے انہیں بحث نہیں۔ انہیں تو غارت گری سے مطلب ہے۔ ان چیزوں میں ان کی حالت ایک مشتعل مزاج تماشائی کی سی ہے۔ جس پر جیتی ہے اور جو اپنے اصول کی خاطر سب کچھ تج دیتا ہے اور طرح طرح کے عذاب اور اذیتیں سہتا ہے۔ اس کی آواز کچھ اور ہوتی ہے۔ جوشؔ کے کلام کو پڑھ کر لطف و سرور ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن اس میں بلندی فکر اور تاثر نہیں۔

اختر شیرانی ایک خوش گو شاعر ہیں۔ ان کی نظموں کا مجموعہ "باغ و بہار" ابھی شائع ہوا ہے۔ ان کے کلام میں ترنم شیرینی اور کیفیت پایا جاتا ہے۔ ان کی بعض نظمیں ملک میں بہت مشہور اور مقبول ہو چکی ہیں۔ ان کی شاعری بالکل بے مایہ اور اثر کا پہلو بھی رکھتی ہے۔

اس سال کی کتابوں میں "ایران بعہد ساسانیان" بہت قابل قدر ہے۔ یہ ڈاکٹر کرسٹن سین پروفیسر السنہ شرقیہ کوپن ہیگن یونیورسٹی کی فرانسیسی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ مترجم پروفیسر محمد اقبال نے انجمن ترقی اردو ہند کے لئے بڑی محنت اور احتیاط کے ساتھ کیا ہے اور جا بجا ضروری حواشی اضافہ کئے ہیں۔ مصنف نے یہ کتاب تیس برس کی تحقیق اور جانفشانی کے بعد لکھی ہے۔ ساسانیوں کی تاریخ پر اس سے بہتر اور جامع کتاب کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ اس کی تالیف میں دنیا بھر کے قدیم و جدید زبانوں کے ماخذوں سے کام لیا ہے۔ جن میں یونانی، لاطینی، چینی، ارمنی، پہلوی، عربی، فارسی، فرانسیسی، جرمن، انگریزی، اطالوی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ساسانی تمدن کی مفصل تاریخ ہے اور ساسانی تمدن دنیا میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے یہ کتاب علمی تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس لئے غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔

انجمن کی ایک اور کتاب جو اسی ہفتہ میں چھپ کر تیار ہوئی ہے "علم الاقوام" ہے۔ یہ کتاب انجمن نے ڈاکٹر بیرن عمر رالف ایرن فیلس سے لکھوائی۔ جو اس فن کے ماہر عالم ہیں۔ اس کی تعلیم انہوں نے وائنا یونیورسٹی میں پائی اور پھر ہندوستان آکر قدیم اقوام کے متعلق جو دیہاتوں اور جنگلوں میں آباد ہیں۔ تحقیق کی۔ اس کتاب میں علم الاقوام کے مسائل کی تحقیق، تاریخ تمدن کے نقطۂ نظر سے کی ہے اور علم الاقوام کے خاص خاص مسائل اور اس کی تحقیقات کے اہم ترین نتائج بیان کئے ہیں۔ یہ بہت دلچسپ اور پر از معلومات تصنیف ہے اور اب تک ہندوستان کی کسی زبان میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔

اسی سال "خمخانۂ جاوید" کی پانچویں جلد شائع ہوئی ہے۔ اردو شعراء کا یہ جدید اور ضخیم تذکرہ لالہ سری رام مرحوم نے جو اردو ادب اور شاعری کے بڑے دلدادہ تھے۔ خاص اہتمام اور کاوش سے لکھنا شروع کیا تھا۔ ان کی اپنی زندگی میں اس کی چار جلدیں شائع ہوئیں۔ اپنی وصیت میں آخری کی تکمیل کا انتظام جناب پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی کے تفویض کر گئے تھے۔ چنانچہ یہ جلد حضرت کیفی نے مرتب کی ہے۔ جو ش سے شروع ہو کر ک پر ختم ہوتی ہے۔

ایک اور کتاب بھی قابل توجہ ہے۔ یہ خطوط غالبؔ ہے۔ یوں تو مرزا غالبؔ کے خطوط کے مجموعے "عود ہندی" اور "اردوئے معلیٰ" کے نام سے متعدد بار شائع ہوئے۔ لیکن غلطیوں کی تصحیح کا کبھی کوئی معقول انتظام نہ ہوا اور ہر اشاعت میں غلطیاں بڑھتی ہی گئیں۔ منشی مہیش پرشاد مگر اردو بنارس یونیورسٹی نے حیرت انگیز تلاش اور دوڑ دھوپ کے بعد اصلی خطوط بہم پہنچائے۔ اور ان کو ایڈٹ کیا۔ ڈاکٹر عبادت و عبدالستار صدیقی پروفیسر الٰہ آباد یونیورسٹی نے اصلی خطوں سے مقابلہ کر کے غلطیوں کی اصلاح کی۔ اور شروع میں کلام اردو املا پر دلچسپ مقدمہ لکھا ہے۔ اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کو اردو املا کی صحت کا کتنا خیال تھا۔ وہ اپنے شاگردوں اور دوستوں کو غلط نویسی پر بار بار ٹوکتے رہتے تھے۔ حیرت کی بات ہے کہ اسی برس پہلے املا کے جن نکات کی طرف مرزا غالبؔ نے توجہ دلائی تھی۔ ان سے اب بھی بے اعتنائی کی جاتی ہے۔ خطوط غالبؔ کا یہ ایڈیشن بہت قابل قدر ہے

"نئے زاویے" اور "مرلی بانسری" بھی نئی کتابیں ہیں "نئے زاویے" میں مختلف ادیبوں کے چھوٹے چھوٹے افسانے اور چند نظمیں ہیں۔ اچھی کوشش ہے۔ سب زاویے نئے نہیں۔ کہیں کہیں پرانے بھی جھانکتے ہیں۔ "مرلی بانسری" حضرت آرزو کی ان نظموں کا مجموعہ ہے۔ جن میں کوئی عربی فارسی لفظ نہیں آیا۔ اس التزام کے ساتھ تصنع سے بچنا محال ہے۔ تاہم بعض نظمیں اور اشعار بہت خوب ہیں۔ بیٹھ ہر جگہ نہیں نبھا سکتی اور اس کی ضرورت ہے۔ اردو کے پختہ کار ادیب اور شاعر حضرت کیفی کا "کیفیات" کا دورات کے نام ابھی ابھی شائع ہوا ہے

مجھے اردو ادب کی طرف سے مطلق مایوسی نہیں ہے۔ اس میں بڑی صلاحیتیں ہیں۔ اور ترقی کی بہت گنجائش ہے۔

محاذ روس

ایک بڑے جرمن جوابی حملے کی پسپائی

غنیم کے کئی جہازوں کی تباہی

ماسکو ۱۰ اپریل۔ آج صبح کے روسی اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ مشرقی محاذ پر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

بحیرہ بارنٹز میں روسی جنگی جہازوں نے غنیم کے دشمن کے جہازوں کو تباہ کر دیا ہے جن کا مجموعی وزن ۱۴۰۰۰ ٹن تھا۔

سرشتہ کے روز فضائی سرگرمی کے دوران میں (۵) روسی طیاروں کے نقصانات سے (۱۲) جرمن طیاروں کو تباہ کر دیا گیا۔

ماسکو کے ریڈیو نے یہ اطلاع دی ہے کہ لینن گراڈ کے علاقے میں ایک طیارہ گاہ پر حملے کے طور پر (۱۲) جرمن بمبار طیاروں اور دس حمل و نقل کے طیاروں کو تباہ کر دیا گیا۔ روسی گوریلا دستوں نے ایک طیارہ گاہ کا پتہ چلا لیا تھا۔

اس اعلامیہ میں ایک ضمیمہ میں بتایا گیا ہے کہ مرکزی محاذ کے ایک منطقے میں ایک بڑے جرمن جوابی حملے کو شدید مالی و جانی نقصانات کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ ایک دوسرے منطقے میں روسی دستہ غنیم کے خطوط کے عقب تک گھس گئے اور (۲۰) توپوں اور دس (۳۰) فاضی مراکز کو تباہ کر دیا گیا۔

نئے محاذ پر جاپانیوں کے مسلسل حملے

چینیوں کا دایاں بازو مخدوش حالت میں

چنگنگ ۱۰ اپریل۔ چینی محاذ فوج کے صدر مقام کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جدید محاذ پر دشمن مستقل اور مسلسل طور پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ چینی فوجیں نہایت سختی کے ساتھ جنگ کرنے اور دشمن کو روکتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گزشتہ اتوار کے روز چینی صفوں کے قریبی جنگل میں چار مجہز توپ خانہ پہنچے ہیں وہ تین دن پہلے پہنچے تھے۔

چینیوں کا دایاں بازو سخت خطرے میں

آج یہاں ایک فوجی ترجمان نے بیان کیا کہ محاذ اراوادی پر جاپانیوں کی پیشقدمی کے نتیجے کے طور پر برما کی چینی افواج کا دایاں بازو سخت خطرے میں آگیا ہے اس پیشقدمی کی بنا پر ان چینی افواج پر بازو اور عقب کو جو اس وقت مصروف جنگ ہیں خطرہ لاحق ہو رہا ہے

جاپانیوں کو برما میں تازہ کمک

اطلاع ملی ہے کہ جاپانی برما کو سامان پانچ ہزار کی کمک روانہ ہو چکی ہے ان میں سے ڈیڑھ ہزار فوجی ارچین رنگون میں وارد ہو چکے ہیں جہاں جاپانیوں حمل و نقل کے جہازوں کو بھیجا گیا۔

نشریات و خواتین

تقریر عزت النساء بیگم صاحبہ جو نشرگاہ اورنگ آباد دکن سے نشر کی گئی

ہندوستان میں نشریات کا آغاز ہوکر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے اس لئے ہم لوگ ہنوز اس ایجاد و کشف سے اچھی طرح واقف نہیں ہوئے۔ ہندوستان کا عام طبقہ بھی ابھی نشریات سے کوئی کما حقہ نفع حاصل کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ بہت کم لوگ ریڈیو سٹ خرید سکتے ہیں لیکن جن گھروں میں ریڈیو سٹ موجود ہیں وہ گھر بھی نشریات سے پورا استفادہ نہیں کر رہے ہیں۔

آج کی گفتگو میں آپ کو یہ بتلاؤں گی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اس نقص کو کس طرح رفع کیا جاسکتا ہے۔ میری رائے میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خواتین نشریات میں وہ حصہ نہیں لے رہی ہیں جو انہیں لینا چاہئے جس کی وجہ سے نشری پروگرام بنانے والے عورتوں کے لئے ویسے مفید اور دلچسپ پروگرام نہیں پیش کرسکتے جیسے کہ ان کی خواہش ہوگی۔ اس گفتگو سے میرا منشا نہیں ہے کہ ہندوستانی نشرگاہوں کے پروگرام پر تنقید کروں۔ کیونکہ میں ان کی مجبوریوں اور دشواریوں کا اندازہ کرسکتی ہوں۔ کسی ملک کی نشریات اس ملک کی اجتماعی زندگی کا مرقع ہوتی ہیں۔ جب ہندوستانی خواتین چند مستثنیات کے بجز عموماً نشریات سے دور ہیں تو ہم کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ نشر کرنے والے ہندوستانی زندگی کا صحیح اور مکمل مرقع پیش کرسکیں گے۔ اگر ہندوستان کے نشریاتی پروگرام میں خواتین کی دلچسپی اور ضروریات کا کافی مواد موجود نہیں ہے تو اس کی وجہ صرف خواتین کی نشریات سے بے اعتنائی ہے۔

اب میں آپ کو یہ بتلاؤں گی کہ نشریات سے خواتین کو کیا فوائد پہونچ سکتے ہیں۔ اگر میں آپ کو مطمئن کرسکوں کہ واقعی نشریات سے خواتین بھی ویسے ہی استفادہ کرسکتے ہیں جیسے کہ مرد کرتے ہیں تو اس کے بعد میں یہ بحث کروں گی کہ ہندوستانی خواتین اپنے مشرقی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اور مذہبی احکام کی پابندی کرتے ہوئے بھی نشریات میں حصہ لیکر اپنی بہنوں کی خدمت کرسکتی ہیں۔

پہلے نشریات کے فوائد سن لیجئے۔ نشرگاہوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ تفریحی پروگرام کے ساتھ ساتھ اپنے سامعین کے معلومات میں اضافہ کریں اور انہیں مفید باتیں بھی بتائیں۔

ہندوستانی خواتین اور بالخصوص پردہ نشین خواتین کے لئے ریڈیو سٹ ایک نہایت دلچسپ مصاحب ثابت ہوسکتا ہے۔ گھر بار کا کام ختم کرنے کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے تفریح بھی ہوگئی۔ اور اچھی اچھی باتیں سننے میں آگئیں اور معلومات میں بھی اضافہ ہوگیا۔

آج تربیت اطفال کے متعلق مفید مشورے ملے۔ کل گھر کی آرائش و صحت کے بابت نئے نئے طریقے بتلائے گئے۔ ایک روز ایجادات سائنس کے متعلق عام فہم مضامین نشر ہوئے۔ دوسرے روز غالب و اقبال کی شاعری پر دلنشین پیرایہ میں تبصرہ سنایا گیا۔ کبھی ڈرامہ پیش ہوا جس میں ساس بہو کے جھگڑوں کا خاتمہ دکھایا گیا تھا۔ اور کبھی ایک لیکچر نشر ہوا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عورتوں کی آزادی کے حقوق کا تعین ہونا چاہئے۔ ورنہ گھر لو زندگی میں نظم قائم رکھا جائے۔ اخبار پڑھنے کی زحمت گوارا کئے بغیر دس منٹ میں دنیا بھر کی خبریں معلوم کریں اور اس کا اندازہ ہوا کہ دشمن کے حملوں سے بچنے اور اپنے وطن اور گھر کی حفاظت کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اسی ضمن میں موسیقی لطیفوں اور پہیلیوں سے کچھ دل بہلائی ہوگئی۔ غرض تعلیم اور تفریح کا ایسا اچھا مرکب گھنٹہ دو گھنٹے کے اندر ملا جو کسی اور ذریعہ سے اتنے کم خرچ کے ساتھ اور اتنے کم وقت میں نہیں مل سکتا تھا۔

وہ عورتیں بھی جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتیں ریڈیو سن کر اپنے معلومات میں اضافہ کرسکتی ہیں اور ہوشیار بن سکتی ہیں۔ جب گھر میں بیٹھنے والی عورتوں کے لئے ریڈیو ایسی مفید چیز ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواتین نشریات میں حصہ لیکر اپنی بہنوں کے لئے ریڈیو کی افادیت میں اضافہ کیوں نہیں کرتیں۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ نشرگاہ میں قدم رکھنا بے پردگی کے مترادف ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ میں اس وقت ایک پردہ دار کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں۔ نشرگاہ میں قدم رکھنے کی وجہ سے میرے پردے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہر نشرگاہ میں یہ فراہم ہوسکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پردہ کا عذر لیے پردگی کا خوف بے بنیاد ہے۔ اب رہا دوسرا سوال کہ پردہ دار خاتون کے لئے یہ کس حد تک مناسب ہے کہ وہ اپنے الفاظ یوں نشر کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نشرگاہ والوں کو آپ کے نام اور حیثیت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ ریڈیو کی خاطر آپ کوئی اور نام رکھ لیجئے۔ اصلی نام ظاہر کرنا قطعاً ضروری نہیں ہے۔ جب جسم کا پردہ اور نام اور حیثیت کا پردہ قائم ہے تو آواز کے پردہ پر اصرار کرنا غیر ضروری ہے۔ اگر یہ استدلال آپ کے نزدیک قابل قبول ہو تو میں سمجھتی ہوں کہ نشریات میں حصہ لینے کے لئے آپ کو آمادہ ہونا چاہئے۔

خدا کے فضل و کرم سے اور ہمارے شاہ ذیجاہ کے اقبال سے ملک محروسہ میں شہر اورنگ آباد بلحاظ اہمیت دوسرے نمبر پر ہے۔ صرف دارالسلطنت حیدرآباد کو اس شہر پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے یہاں تعلیم یافتہ اور ہنرمند خواتین کی کمی نہیں۔ جن خواتین نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے وہ اپنے معلومات سے کم پڑھی یا ناخواندہ بہنوں کو فائدہ پہونچا سکتی ہیں جو خواتین خوش گلو ہیں وہ گانے کے ساتھ تفریح پہونچا سکتی ہیں وہ نظم خوانی کے ذریعہ اپنے سامعین کو محظوظ کرسکتی ہیں۔ تفریح بہم پہونچا سکتی ہیں۔

تعلیم و تفریح کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور وہ خواتین جو نشریات میں لکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں دلچسپ اور مفید مضامین لکھ کر اپنی صلاحیت کے مطابق اپنی بہنوں کی خدمت کرسکتی ہیں۔

ریاستہائے ہند سے متعلق مسلم لیگ کی روش

مسلم لیگ کی قرارداد جو مسٹر شافع وزیر کی سے پاس کروائی گئی اس کا پورا متن بہت طویل ہے جس کا لب لباب ہی شائع ہوچکا ہے۔ لیگ کی قرارداد میں پانچ امور پر روشنی ڈالی گئی ہے (۱) اولاً یہ بتایا گیا ہے کہ گزشتہ پچیس سال کی مساعی میں دو بڑی قوموں میں راضی نامہ نہ ہوسکا اور ناکامیوں کے تلخ تجربے نے اس کا یقین دلایا کہ دونوں قوموں کی سربلندی اور ان کے مفادات کے تحت نہ تو یہ ممکن ہے اور نہ یہ امکان ہے کہ انہیں ایک ہندوستانی یونین کی تشکیل پر مجبور کیا جائے جو دو قوموں یعنی ہندو اور مسلمانوں پر مشتمل ہو۔

(۲) مسودہ اعلان میں مجلس دستور سازی کی تشکیل کی غرض یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ایک ہندوستانی یونین تشکیل دے جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اس نے قطعی طور پر تصفیہ کیا ہے کہ ہندوستانی دستوری مسئلہ کا واحد حل ہندوستان کو خود مختار سلطنتوں میں تقسیم کرنے ہی سے ہوسکتا ہے اس لئے یہ نامناسب ہوگا کہ مسلمانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ایسی مجلس دستور ساز میں شریک ہوں جس کا حقیقی مقصد ایک ہندوستانی یونین کی تشکیل ہے۔

(۳) مجوزہ ملحق ہونے والے صوبجات کے لئے جن ضوابط کا خاکہ مسودہ اعلان میں کھینچا گیا ہے وہ بھی مقصد کی نفی کرتا ہے۔

دیسی ریاستوں کو کامل اختیارات

مجلس عاملہ مسلم لیگ کی یہ غور کردہ رائے ہے کہ ہندوستانی دیسی ریاستوں کے لئے اس امر کا فیصلہ انہیں پر چھوڑ دیا جائے آیا وہ کسی یونین میں شریک ہوں یا نہ ہوں یا ایک یونین خود تشکیل دے لیں۔

(۵) تاج ہندوستانی یونین یا یونینوں کے درمیان جو معاہدہ کی گفت و شنید ہوگی اس میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا کہ معاہدہ کنندہ جماعتوں کے درمیان تصفیہ میں اختلاف ہو تو اس وقت کیا صورت پیش آئے اور نہ اس میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ کون ضابطہ اختیار کیا جائیگا کہ جدید صورت حال میں دیسی ریاستوں کے ساتھ معاہدات کی نظر ثانی کے متعلق گفتگو کرنے میں اختلافات رونما ہوں۔

احمد یار بیگ پرنٹر پبلشر نے اعظم جاہی پریس حیدرآباد میں چھپوا کر دفتر سے شائع کیا